ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۴ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ
۲ مئی ۱۹۶۹ء
مرکز مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی

ماں باپ کو گالی دینا

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْکَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَیْہِ قِیْلَ هَلْ یَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَیْہِ قَالَ نَعَمْ یَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ فَیَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَاہُ وَیَسُبُّ اُمَّہٗ فَیَسُبُّ اُمَّہٗ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کبیرہ گناہوں میں سے آدمی کا اپنے ماں باپ کو گالی دینا ہے۔ عرض کیا گیا۔ کیا آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے سکتا ہے۔ فرمایا ہاں۔ ایک آدمی دوسرے کے باپ کو گالی دے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ اور یہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حل الفاظ

الکبائر: گناہ کبیرہ اور صغیرہ دو قسم ہے۔ اور ان کی تعریفوں میں اختلاف بھی ہے۔ لیکن راجح یہ ہے کہ جس گناہ پر کوئی وعید آئی ہے وہ کبیرہ ہے جس پر کوئی وعید نہیں صرف ممانعت آئی ہے وہ صغیرہ۔

نعم: یعنی ہاں ہاں۔ آدمی ماں باپ کو گالی اس طرح دیتا ہے کہ ان کو گالی دینے کا سبب بن جاتا ہے۔ اگر یہ دوسرے کے باپ یا ماں کو گالی نہ دیتا تو وہ اس کے ماں باپ کو گالی نہ دیتا تو اس نے ہی گالی دلوائی ہے گو خود نہیں دی ہے۔ یہ مجازاً گالی دینا ہوا۔

تشریح ماں باپ کا اس قدر احترام لازم ہے کہ خود برا کہنا تو درکنار برا کہنے کا سبب بننا بھی گناہ کبیرہ ہے جو عبادت سے خود بخود معاف نہ ہوگا صرف توبہ سے اور ان سے معاف کرانے سے معاف ہو سکتا ہے اور اس سے اس کا عکس بھی سمجھ میں آ جاتا ہے کہ احترام اس کا فریضہ ہے اور احترام کا سبب بننا بھی فریضہ ہے۔ کہ یہ دوسرے کے ماں باپ کا احترام کرے تاکہ دوسرے اس کے ماں باپ کا احترام کریں۔ گناہ دونوں کو ہوگا۔ مگر اول شخص کو دوگنا۔ ایک دوسرے کے ماں باپ کو گالی دینے کا، ایک اپنے ماں باپ کو گالی دلوانے کا۔ اور دوسرے کو صرف ایک۔ اس حدیث سے ایک فائدہ کلیہ نکل آیا جو سینکڑوں مسئلوں میں کام دے گا کہ حرام کا سبب بھی حرام ہے گو خود اس حرام کا ارتکاب نہ کرپائے۔

قطع تعلقات

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّهْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ هٰذَا وَیُعْرِضُ هٰذَا وَ خَیْرُهُمَا الَّذِیْ یَبْدَاُ بِالسَّلَامِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑ سکے کہ دونوں ملتے ہوں تو یہ بھی منہ پھیر لے یہ بھی منہ پھیر لے اور دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔ (بخاری مسلم)

حل الفاظ

اخاہ۔ اپنے بھائی کو۔ اس سے نسب کا بھائی نہیں ایمانی بھائی مراد ہے۔ جس کو قرآن شریف میں اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ (سب مسلمان بھائی بھائی ہیں) فرمایا ہے۔

یلتقیان۔ باب افتعال سے ہے مگر تفاعل کے معنے میں ہے ایک دوسرے سے ملنا۔ مگر یہاں مجازی معنے ایک دوسرے کے سامنے ہونے کے ہیں۔ آگے کے لفظ اس کی دلیل ہیں کہ مجازی معنے مراد ہیں۔ کیونکہ منہ پھیرنے میں ملاقات کہاں ہے۔

تشریح

حلال نہیں کے لفظ بتاتے ہیں کہ تین دن سے زیادہ قطع تعلقات رکھنا حرام اور سخت گناہ ہے۔ لیکن علامہ ابن عبدالرحمٰن نے اجماع نقل کیا ہے کہ اس شخص کو تین دن سے زیادہ جائز ہے جس کو اس سے دین میں نقصان پہنچنے کا یا دنیا کا یا جان مال کا خطرہ ہو۔ علمائے حدیث نے تین دن کی گنجائش کا یہ نکتہ لکھا ہے کہ اس میں انسان کی فطرت کی رعایت ہے۔ کیونکہ انسان کی فطرت میں غصہ ہے تو ایک دن تو غصہ فرو ہونے کے لئے ہے۔ دوسرا دن سوچنے کے لئے اور تیسرا دن جذبات کے لئے۔ انسانی فطرت کی رعایت کے بعد تین کے بعد حرام ہے گناہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑنے کی تفسیر یہ فرمائی ہے کہ ملنے کے وقت اِدھر منہ پھیرے وہ اُدھر۔ پھر اول سلام کرنے والے کو خیر فرمایا۔ یہ اشارہ ہے کہ سلام کرنے سے اور جواب دینے سے وہ چھوٹ چھٹاؤ ختم ہو جاتا ہے۔ اور یہ ذریعہ میل کا بن جاتا ہے۔ چنانچہ طبرانی کی روایت کے یہ لفظ بھی ہیں۔ وَرُجُوْعُہٗ اَنْ یَّاْتِیَ یُسَلِّمَ کہ اس حالت سے رجوع یہ ہے کہ آئے اور سلام کرے۔ اور ایک روایت میں یہ اور زائد ہے۔ وَالَّذِیْ یَبْدَاُ بِالسَّلَامِ یَسْبِقُ اِلَی الْجَنَّۃِ کہ جو اول سلام کرے گا وہ اول جنت میں جائے گا۔

غرض مسلمانوں کے ایک دوسرے پر جو حق ہیں ان میں سے کچھ تو باب ۱ حدیث ۱ میں گذرے۔ پھر ۱۳، ۱۴ میں ہیں۔ ایک حق یہ ہے مگر یہ سب سے زیادہ اہم ہے کہ اس کے خلاف کرنا حرام ہے سخت گناہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۱۴ | ۱۴ر صفر المظفر ۱۳۸۹ھ مطابق ۲ر مئی ۱۹۶۹ء | شمارہ ۵۲

اسلامی کانفرنس

ملائشیا کے دارالحکومت کوالالمپور میں ان دنوں اسلامی کانفرنس کا اجلاس جاری ہے۔ اس اجلاس میں شرکت کے لئے حکومت پاکستان کی طرف سے آٹھ افراد پر مشتمل ایک وفد پاکستان کی نمائندگی کر رہا ہے جس میں عالم اسلام کی مایہ ناز شخصیت اور پاکستان کے عظیم عالم دین مولانا علامہ شمس الحق افغانی مدظلہ بھی شریک ہیں۔

کانفرنس کی پوری کارروائی اور کارکردگی تو ہمارے سامنے صرف اسی وقت آئے گی جب ہمارا وفد واپس پاکستان پہنچے گا اور اسی وقت ہمیں اندازہ ہو سکے گا کہ اس نہایت ہی اہم کانفرنس میں دنیا میں سب سے بڑی اسلامی مملکت ہونے کی حیثیت سے پاکستان کا کردار کیا رہا ہے۔ تاہم علامہ علاؤالدین صدیقی وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کی قیادت اور حضرت مولانا شمس الحق افغانی مدظلہ کی شرکت کے باعث ہمیں توقع ہے کہ پاکستان کا کردار اس کانفرنس میں بحمداللہ تعالیٰ نمایاں رہے گا۔ اور ہمیں یقین ہے کہ ہمارا وفد پاکستان کے عزو افتخار میں اضافہ کرے گا۔

ہمیں امید ہے کہ پاکستانی نمائندے دیگر اسلامی ممالک کے نمائندوں کو پاکستان کے مسائل سے آگاہ کر چکے ہوں گے اور ان کے مسائل سے بھی مکمل آگاہی حاصل کر چکے ہوں گے۔ نتیجۃً اس باہمی ربط و ارتباط سے تعلقات کی نئی بنیادیں استوار ہوں گی لیکن اخباری اطلاعات کے مطابق دو باتیں ایسی منظر عام پر آئی ہیں جن سے کچھ شکوک و شبہات اور خدشات پیدا ہوتے ہیں۔ کانفرنس کی ابتداء میں یہ طے پایا تھا کہ اس کے موضوعات کو جزئی، فروعی اور خالص مذہبی مسائل تک محدود رکھا جائے گا۔ لہٰذا فلسطین، کشمیر اور قبرص کے مسائل کو ایجنڈے میں شامل نہ کیا گیا۔ اور اب یہ ایک اور تلخ اور ناخوشگوار واقعہ پیش آ گیا ہے کہ غزہ سے کوالالمپور پہنچنے والے تین افراد پر مشتمل "الفتح" کے ایک وفد کو کانفرنس میں شرکت سے محض اس لئے روک دیا گیا ہے کہ یہ کانفرنس غیر سیاسی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس رویہ پر "الفتح" کے وفد کا احتجاج ناگزیر تھا چنانچہ انہوں نے سخت احتجاج کیا اور جہاد فلسطین کو ایک ایسا فرض قرار دیا جو ہر مسلمان ملک پر عائد ہوتا ہے۔ ہمیں "الفتح" کے وفد کے نکتۂ نظر سے پورا اتفاق ہے۔ کیونکہ اسلام میں مذہب اور سیاست کی تفریق کا سرے سے کوئی تصور ہی موجود نہیں ہے۔ علامہ اقبالؒ نے اسی اصول کے پیش نظر فرمایا تھا کہ ؎

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

مذہب اور سیاست کو ایک دوسرے سے علیحدہ رکھنے کا تصور ان مغربی ممالک سے درآمد کیا گیا ہے جہاں مذہب کو زندگی کے تمام شعبوں سے نکال کر صرف ایک گوشے میں محدود کر دیا گیا ہے مگر اسلام زندگی کے ہر مسئلہ سے بحث کرتا ہے اور اس کے ہر گوشے اور ہر معاملے میں رہنمائی کرتا ہے۔ دین و سیاست میں تفریق کا تصور مسلمانوں کے لئے ایک سمِ قاتل کی حیثیت رکھتا ہے اور ان کے درمیان اختلافات کی خلیج کو حائل کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔ کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ متعدد مسلمان ممالک کے نمائندے دنیا کے کونے کونے سے سفر کر کے ایک دور دراز مقام پر پہنچیں، سر جوڑ کر بیٹھیں، باہمی مذاکرات میں شریک ہوں، لیکن وہ مسائل زیر بحث نہ لائے جا سکیں جو عالم اسلام کے لئے جسد اجتماعی کے لئے ناسور کی حیثیت رکھتے ہیں اور جن کے سبب سے دنیائے اسلام کا بچہ بچہ مضطرب اور بے چین ہے۔

تمام انصاف پسند دنیا جانتی ہے کہ اس وقت اسرائیل کی جارحیت اپنے عروج پر ہے اور اس کی درندگی و بربریت اور ہوس ملک گیری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن بڑی طاقتیں خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہی ہیں اور اس کی ہٹ دھرمی اور ضد کے آگے بے بس نظر آ رہی ہیں۔ "الفتح" کے مجاہدین کی ہمتیں قابل تحسین ہیں کہ وہ اپنا حق حاصل کرنے کے لئے اپنے سروں سے کفن باندھ کر میدان جہاد میں نکل آئے ہیں۔ دشمنوں کے مورچوں اور مضبوط ٹھکانوں پر کاری ضربیں لگا رہے ہیں۔ چنانچہ ان کی امداد نہ کرنا اسلامی غیرت و حمیت کے خلاف ہے۔ بہر حال ہمیں اس امر پر خوشی ہے کہ فلسطین پر یہودیوں کے غاصبانہ قبضے کے خلاف قرارداد پاس ہو گئی ہے لیکن اس کا صدمہ ہے کہ "الفتح" کے ان مجاہدین کی کوئی پرواہ نہ کی گئی جو اسی سنہری موقع سے فائدہ اٹھانے اور مسلم ممالک سے اخلاقی اور مالی امداد حاصل کرنے کے لئے دور دراز کا سفر کر کے وہاں پہنچا تھا —— اسی طرح کشمیر اور قبرص کے مسائل کو نظر انداز کرنا

(باقی صفحہ ۶ پر)

مجلسِ ذکر ۶؍صفر المظفر ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۴؍اپریل ۱۹۶۹ء

"جہاد"

از حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم
مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ:۔
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝
(پ ۲ سورۃ البقرہ ع ۸ - آیت ۱۹۵)

ترجمہ: اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور نیکی کرو۔ بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب کا روحانی مقام

گذشتہ دنوں حج سے واپسی کے بعد حضرت درخواستی مدظلہم العالی سے ملنے کا اتفاق ہوا تو فرمانے لگے کہ پچھلے دنوں مکہ مکرمہ میں حج سے پہلے ایک ہولناک سیلاب آیا جسے عربوں کی اصطلاح میں سَیل کہتے ہیں، تو کچھ لوگ پولیس کی نظروں سے بچ بچا کے تہ خانہ میں چھپے ہوئے تھے جو کہ بلا روپے پیسے کے، بلا اجازت، بغیر پاسپورٹ کے، چوری چھپے حج کے لئے آجاتے ہیں، اور وہ بچارے سمجھے کہ معمولی پانی آیا ہے لیکن جب پانی بلا کی تیزی سے اُمڈ آیا پھر نکلنے کی کوشش کی تو وہ نکل ہی نہ پائے۔ سنا ہے تقریباً ڈھائی تین سو لاشیں اس طرح نکلی ہیں۔ اسی ضمن میں برادرِ مکرم و معظم حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا ذکرِ خیر فرما رہے تھے۔ کہ چونکہ حجاز بہت گرم علاقہ ہے۔ اور وہ گذشتہ سالوں میں جو کعبہ شریف کے گرد مطاف میں طویل ترین چکر لگاتے ہیں۔ اس میں ایک ایک پارہ پڑھتے اور اس کا کسی کو پتہ بھی نہ چلنے دیتے اور شب و روز طواف و عبادت میں مشغول رہتے ہیں کئی کئی دن کھانا نہیں کھاتے۔ کیونکہ اُن کے حسبِ منشاء، جو حضرتؒ نے ٹیسٹ کرنے کا طریقہ بتایا ہوا ہے، اس کے مطابق صحیح کھانا اکثر نہیں ملتا، سب چیزیں باہر سے آتی ہیں، کوئی طائف سے، کوئی لبنان سے، کوئی کہاں سے کوئی کہاں سے۔ یہاں سے بھی بعض چیزیں جاتی ہیں۔ تو ان کو اللہ نے باطن کی آنکھیں دے رکھی ہیں۔ جیسے آنکھوں سے دیکھ کے کوئی مکھی نہیں کھاتا — تو کئی کئی دن کھانا نہیں کھایا، کئی کئی دن آرام نہیں، بے حساب عبادت، اللہ تعالٰے نے ان کو توفیق دے رکھی ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

وہ ابھی خلوت ہی میں تھے کہ اچانک گھٹنوں تک پانی آگیا۔ تو انہوں نے بھی اسے معمولی سمجھا، ادھر ان کے کسی عرب خادم نے اطلاع دی کہ حضرت آپ نکل آئیں باہر، یہ تو سَیل ہے بڑی زور کی، تو اٹھ کر کپڑے پہننے لگے، قمیص اتار کر تہبند باندھے ہوئے تھے، پانی ٹخنوں سے گھٹنوں تک پہنچ گیا، ایک ہی لمحے میں۔ اس اللہ کے بندے نے جلدی سے ہاتھ پکڑ کر انہیں باہر کھینچ لیا، اگر وہ اتنی جرأت و سرعت نہ کرتا تو اوروں کی طرح شاید وہ بھی اللہ کے پاس پہنچ جاتے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وضعداری

بہر حال مکہ معظمہ کی موت اور خانہ کعبہ کی موت، موت تو محمود ہے مقبول ہے اور بارگاہ الٰہی میں تو وہ انشاء اللہ مرحوم ہیں لیکن اس قسم کی موت سے ویسے پناہ مانگی گئی ہے۔ تو اللہ تعالٰے اس اچانک اور بغتۃً موت سے اور لاعلمی کی موت سے بچائے، اللہ تعالٰے توبۃ اللہ کی توفیق نصیب فرمائے، سارے حالات کو سمیٹ کر کے دنیا سے جانے کی توفیق دے۔ وہ تو ویسے مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔ صوفیاء، اہل اللہ تو ہمہ وقت تیار رہتے ہیں جہاد کے لئے اور اللہ کے راستے میں موت کے لئے — میں نے عرض کیا تھا اور بیان کرتے ہوئے شرم بھی آتی ہے کہ اپنے بزرگوں کے نام بار بار لوں، لیکن چونکہ آپ کے مقتداء اور شیخ ہیں۔ اور ہمیں بھی انہی کی صحبت اور معیت کا زیادہ موقعہ ملا ہے اس لئے بیان کرنے میں حرج بھی نہیں ہے۔ حضرتؒ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ دوسرے بزرگوں کا بھی شاید ہو لیکن علم میں نہیں۔ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ جب بھی حج پہ تشریف لے جاتے، انہیں دو ہی شوق تھے کہ اللہ تعالیٰ پبلک روپیہ دیں تو مسجدیں اور مدرسے آباد ہوں۔ ذاتی روپیہ دیں تو حج و عمرے کی اللہ تعالٰے توفیق دیں، حجوں پہ خرچ ہو۔ حد یہ ہے کہ جیسی لال کھال کی جوتی جو روزِ اوّل سے پہنی، اُسی پہ موت آئی۔ جیسا کھدر شروع سے پہنا مرتے دم تک اسی کھدر کو نبھایا اور وضعداری بڑی چیز ہے۔ غالب مرحوم نے کہا ہے ؎

مرے بت خانہ میں تو کعبہ میں گاڑو برہمن کو
وفاداری بشرطِ استواری اصلِ ایماں ہے

یعنی اپنے مقصد پہ، مشن پہ، نصب العین پہ، ایمان پہ موت کی بازی لگا دے اپنی جان مال، عزت آبرو، اولاد سب کو راہِ خدا میں تج دے تب پکا مومن بنتا ہے ؎

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

رسم و رواج کی مذمت

امتحان اسی سے لیا جاتا ہے جو اس کا اہل ہو۔ اب کسی پرائمری پاس سے ایم اے کے پرچے کوئی حل کرانے کی کوشش کرے تو یہ اس کے ساتھ سراسر زیادتی ہو گی۔ حضرت ابراہیمؑ سے جو اللہ نے امتحان لیا، وہ میرے آپ کے بس کی بات نہیں ہے، باتیں کرنا

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

۳۰ر محرم الحرام ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۸ر اپریل ۱۹۶۹ء

صبر ایمان کا سر ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی: اما بعد:
فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم: بسم اللہ الرحمن الرحیم:-

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ہ (بقرہ ع ۱۹)
ترجمہ: بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

بزرگانِ محترم! عام حالات میں دیکھا گیا ہے کہ انسان ذراسی مشکل آئے، معمولی سی تکلیف میں مبتلا ہو، کسی غم و اندوہ کا شکار ہو جائے، کسی آزمائش یا بیماری یا پابندی میں گرفتار ہو جائے، صبر کی دولت کو فوراً ہاتھ سے دے دیتا ہے — حالانکہ صبر اس قدر عظیم سرمایہ اور باعثِ خوشنودیٔ الٰہی نعمت ہے کہ جس سے حق تعالےٰ سبحانہ کی معیّت کا اعزاز حاصل ہوتا ہے اور معیّتِ الٰہی انسان کے لئے اتنا بڑا اعزاز و شرف ہے کہ دنیا کا کوئی شرف اور امتیاز اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

چنانچہ یہاں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ معیّت دو قسم کی ہے۔ ایک معیّت عامہ جو بذریعہ علم و احاطہ ہوتی ہے اور اللہ کی معیّت عام کافر و مومن، فاسق و صالح اپنے ہر بندے کے ساتھ ہے۔ وھو معکم این ما کنتم — یہاں یہ معیّتِ عام مراد نہیں بلکہ دوسری قسم معیّتِ خاصہ مراد ہے جس کا نتیجہ حفاظت و نصرت اور تائیدِ الٰہی ہوتا ہے چنانچہ اسی معیّتِ الٰہی کا استحضار و احساس تھا جس نے رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کو بے پناہ قوت، جرأت اور بے خوفی کا مالک بنا دیا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ یہی تصور ایک ایسا سہارا اور مونس ہے جو ہر تلخ کو شیریں، ہر زہر کو قند اور ہر ناگوار کو خوش گوار بنا دینے کو کافی ہے۔

اب کلامِ الٰہی کی رُو سے واضح ہے کہ یہ نعمتِ عظمیٰ چونکہ صبر کرنے والوں کو حاصل ہوتی ہے اس لئے یہ جاننا ازبس ضروری ہے کہ صبر کیا ہے؟

صبر کے لغوی معنی تنگی اور ناخوشگواری کی حالت میں اپنے کو روکے رہنے کے ہیں اور اصطلاح میں صبر کو اس لئے صبر کہتے ہیں کہ اس میں بھی دل کو گریہ زاری سے، زبان کو شکوہ سے اور جوارح کو بے قراری سے روک لینا ہوتا ہے۔ شریعت میں صبر کے معنی یہ ہیں کہ نفس کو عقل پر غالب نہ آنے دیا جائے اور قدم شریعت کے دائرے سے باہر نہ نکالا جائے۔

حاشیہ کشف الرحمن

"امتِ محمدیہ ایک تبلیغی اور اپنے پروگرام کو دنیا سے تسلیم کرانے والی جماعت ہے اور ظاہر ہے کہ ایسی جماعت سے باطل کی ہر قوت ٹکراتی اور اس کو پاش پاش کرنے کی فکر کرتی ہے۔ اس لئے نہ معلوم مسلمانوں کو کہاں کہاں اور کس کس سے مقابلہ کی نوبت آئے۔ اور کس قدر مالی و جانی نقصان اٹھانے پڑیں۔ اس لئے ہر قسم کے چھوٹے بڑے نقصانات اور ان کے اجر کو بتایا تاکہ مسلمانوں میں ان سب مصائب کو برداشت کرنے کی استعداد پرورش پائے۔ اور وہ اس کی روشنی میں ہر امتحان میں پامردی کا ثبوت دیں اور ثابت قدم رہ کر اجر و ثواب کے مستحق ہوں"۔

خلاصۂ سخن یہ ہے کہ مسلمان جس قدر زیادہ خدمتِ دین کریں گے جتنا زیادہ باطل کے خلاف اور نفس کے خلاف جہاد کریں گے اور دین کی جتنی زیادہ نشر و اشاعت کریں گے اُسی قدر زیادہ انہیں صبر و استقامت سے دوچار ہونا پڑے گا اور اتنی ہی زیادہ خوشنودیٔ الٰہی اور معیّتِ الٰہی کی نعمت انہیں حاصل ہوگی۔

صبر کی حالتیں

بزرگوں نے صبر کی تین حالتیں بیان کی ہیں:-
۱- صبر باللہ (۲) صبر للہ (۳) صبر مع اللہ۔

۱- صبر باللہ کے معنی یہ ہیں کہ صبر اپنے نفس کے لئے نہ ہو بلکہ اللہ کے لئے ہو — جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:
واصبر وما صبرک الا باللہ۔
ترجمہ: اور صبر کیجئے اور آپ کا صبر تو اللہ ہی کے لئے ہے۔

۲- صبر للہ کے معنی یہ ہیں کہ صبر کے باعث محبتِ الٰہی اور ارادۂ تقربِ الٰہی ہو — نہ قوتِ نفس کا اظہار ہو اور نہ خلقِ خدا میں تعریف کرنے کا شوق ہو۔

۳- صبر مع اللہ کے معنی یہ ہیں کہ بندہ اپنے نفس کو اوامرِ الٰہی اور محارمِ الٰہی کا مطیع بنا دے۔ جہاں چلنے کا حکم ہو چل پڑے۔ جہاں رُک جانے کا حکم ہو رُک جائے — یہ صبر صدیقین کا ہے۔ اور یہی سخت تر قسم صبر کی ہے۔

سیدنا یوسف علیہ السلام کے صبر کو دیکھئے، جوانی ہے، خالی مکان ہے تجرّدی ہے — نفس کے مطابق خواہش کے سامان ہیں — بے وطنی ہے — جہاں نہ تو خویش و اقارب کا دباؤ ہوتا ہے اور نہ ان کی طرف سے حیا ہوتی ہے — محکومی ہے، حسین عورت کی ذاتی درخواست ہے اور درخواست کے ساتھ ہر قسم کا مکر و فریب شامل ہے — لالچ اور خوشامد ہے — اور اس کے ساتھ دھمکی — یہ سب

ڈی ایس پی چیمہ کے خلاف مولانا عبید اللہ انور کا استغاثہ

ہائی کورٹ نے سماعت ۲۸ اپریل تک ملتوی کر دی

لاہور ۲۳ اپریل مغربی پاکستان ہائیکورٹ کے مسٹر جسٹس شوکت علی نے سابق ڈی ایس پی لاہور مسٹر محمد شریف چیمہ کے خلاف جمعیۃ علماء اسلام کے امیر مولانا عبید اللہ انور کے استغاثہ کی سماعت کرنے کے اختیارات کے بارے میں فریقین کے وکلاء کو اپنے دلائل دینے کی دعوت دی ہے انہیں مہلت دیتے ہوئے سماعت ۲۸ اپریل پر ملتوی کر دی ہے۔ فاضل جج نے اپنے حکم میں لکھا ہے کہ سماعت کے دوران یہ موقف پیش کیا گیا ہے مارشل لاء کے ضابطہ ۵۳ کے تحت عدالت عالیہ کو ایسے مقدمات کی سماعت کا اختیار نہیں ہے کیونکہ استغاثہ میں جو الزامات عائد کئے گئے ہیں ان کا تعلق گزشتہ ہنگاموں سے ہے فاضل جج نے مزید کہا کہ یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ اگر دونوں فریقین چاہیں کہ یہ عدالت مقدمہ کی سماعت کرے اور عدالت کے پاس سماعت کرنے کے اختیارات نہ ہوں تو عدالت ایسے مقدمہ کی سماعت کرنے کی مجاز نہیں ہے اس مقدمہ کو مارشل لاء حکام نے سماعت کرنے کے لئے نہیں بھیجا ان حالات میں سماعت کرنا غیر قانونی ہوگا میں نتیجۃً شہادت قلمبند نہیں کرتا اور عدالت میں موجود گواہوں کو ڈسچارج کرتا ہوں میں نے اس نکتہ کی وضاحت کیلئے فریقین کے وکلاء کو بحث کرنے کو کہا لیکن وہ بحث کے لئے وقت چاہتے ہیں اس لئے کارروائی ۲۸ اپریل پر ملتوی کی جاتی ہے۔

چیزیں ایسی ہیں جن کی موجودگی صدیق کے منصب صبر کو نہایت بلند کر دینے والی ہیں۔

محترم حضرات! آپ انبیاء و اولیاء کے حالات پر نظر ڈالئے تو یہ بات صاف طور پہ نظر آئے گی کہ قرب خداوندی کی دولت جن بزرگوں نے بھی پائی ہے خواہ وہ انبیاء تھے یا اولیاء سب کے سب اسی صبر کی راہ سے گذرے ہیں ___ پیرانِ پیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق مصائب کے وقت صبر کرنا ایک ایسی راہ ہے جس کا منتہیٰ جمالِ محبوب اور رضائے دوست ہے۔ اس راہ سے گذرے بغیر اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی محبت کا دعوٰے کرتا ہے تو اس کا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ چنانچہ صبر جنّت کی راہ کی مشعل بھی ہے اور دلیل بھی۔

صبر کے بدلے جنّت

حضرت رمیصہ رضی اللہ عنہا ___ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی زوجۂ محترمہ اور صحابیہ ہیں ___ ان کا چھوٹا لڑکا بیمار تھا۔ حضرت طلحہؓ گھر سے باہر گئے ہوئے تھے کہ لڑکا فوت ہو گیا۔ حضرت رمیصہ رضی اللہ عنہا نے اس کے منہ پر کپڑا ڈال دیا۔ جب طلحہؓ گھر آئے تو بچے کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ پہلے سے اچھا ہے۔ پھر ان کے سامنے کھانا رکھا۔ جب وہ کھانا کھا چکے تو بیوی نے کہا۔ کہ میں نے اپنے ہمسایوں کے پاس ایک چیز بطور امانت رکھی تھی۔ اب میں طلب کر رہی ہوں تو وہ رو رہی ہے۔ حضرت طلحہؓ نے فرمایا۔ وہ بڑی احمق ہے کہ امانت واپس دینے پر روتی ہے۔ حضرت رمیصہؓ نے کہا۔ کہ آپ کا چھوٹا لڑکا اللہ تعالیٰ نے ہمیں امانت کے طور پہ دیا تھا وہ اس نے واپس لے لیا ہے ___ حضرت طلحہؓ نے اس پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھ کر صبر اختیار کیا اور صبح یہ ماجرا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا ___ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے رمیصہؓ کو رات جنت میں دیکھا ہے۔

اعلیٰ درجات

حدیث شریف میں ہے کہ جنتی جب جنت میں داخل ہوں گے تو اپنے سے بلند مرتبہ اور اعلیٰ مکانوں میں کچھ لوگوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ دنیا میں اعمالِ صالحہ تو ہمارے زیادہ تھے لیکن مرتبے ان کو مل گئے۔

اس پہ اللہ میاں کی طرف سے اشارہ ہوگا کہ ان کو دنیا میں مصیبتیں اور تکلیفیں آئیں جس پر انہوں نے صبر کیا اور اسی وجہ سے ان کو بلند مرتبے عطا کئے گئے۔ اس وقت دوسرے جنتی کہیں گے کہ کاش ہمارے جسم قینچیوں سے کاٹے جاتے تاکہ ہم یہ مرتبہ حاصل کرتے۔

اہل صبر کو بلاحساب عطیہ

قولہ تعالیٰ: اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ (زمر۔ ع ۲)

ترجمہ: بے شک صبر کرنے والوں کو ان کا اجر پورا پورا دیا جائے گا۔

حاصل یہ نکلا کہ اہلِ صبر کو بلا حساب عطیہ دیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کو ایمان کا سر اور اس کے بغیر ایمان کو ناقص ٹھہرایا ہے۔

ایمان کا سر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس طرح انسان کے بدن کے لئے سر کا درجہ ہے کہ بغیر سر کے انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح ایمان کا سر صبر ہے اگر صبر نہیں تو ایمان ناقص ہے۔

اسی طرح امام المحدثین بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الادب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بیان کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا الصبر والسماحۃ ___ یعنی صبر اور سیر چشمی۔

سماحت ___ جوانمردی، نرمی، آسانی پیدا کرنا سیدھے رویے اور سرکشی و نفرت چھوڑ دینے کو کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر و سماحت کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ اپنی راہ پر چلنے، اپنی رضاء سے ہمکنار ہونے اور اپنی معیتِ خاصہ کی نعمت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بقیہ: اسلامی کانفرنس

بھی ہمارے نزدیک کم سوہان روح کا باعث نہیں ہے۔ یہ سب کچھ دین و سیاست میں تفریق کا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ چنانچہ مختلف ممالک کے نمائندوں کو اس سلسلہ میں مؤثر کارروائی کرنی چاہئے تاکہ مسلمان ملکوں میں اتحاد و اتفاق کی راہیں استوار ہو سکیں اور عالم اسلام کی ایک متحدہ طاقت عالم وجود میں آسکے!

کتنا عظیم تھا وہ معاشرہ

عبدالہادی لاہور

(گذشتہ سے پیوستہ)

بیت المال میں ذاتی مصرف

وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ٥ (الانعام ع ۶ - آیت ۵۱)

"اور اس قرآن کے ذریعے سے ان لوگوں کو ڈرا جنہیں اس کا ڈر ہے، کہ وہ اپنے رب کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ اس طرح پر کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار اور سفارش کرنے والا نہ ہوگا تاکہ وہ پرہیزگار بن جائیں"۔

بنی امیہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے تخت نشینی کے بعد خلفائے راشدین کی یاد تازہ کر دی تھی۔ جب آپ نے خلافت سنبھالی تو ظلم و تشدد کا دور دورہ تھا۔ قوم کا خزانہ حکمران کی ذاتی ملکیت بن چکا تھا۔ آپ نے نئے سرے سے بیت المال کی تنظیم کی غلط بخشیوں کا سدِ باب کیا اور گھر کا تمام ساز و سامان بھی بیت المال میں جمع کر دیا۔ ایک رات آپ سرکاری کام میں مشغول تھے کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے۔ آپ نے پوچھا۔ "ذاتی ہے یا سرکاری؟" اس نے جواب دیا کہ ذاتی کام ہے۔ یہ سن کر آپ نے چراغ گل کر دیا۔ اور اندھیرے میں اس شخص سے باتیں کرتے رہے۔ جب وہ شخص جانے لگا تو آپ نے چراغ پھر روشن کر دیا۔ اس نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا "۔ اس چراغ میں بیت المال کا تیل جل رہا تھا جو صرف سرکاری کاموں کے لئے ہے۔ میں اسے ذاتی مصرف میں لا کر اپنے آپ کو عذابِ الٰہی کا مستحق بنانا نہیں چاہتا"۔

طوائف بارگاہِ صمدیت میں

حضرت جنید بغدادیؒ رشد و ہدایت کا سبق دے رہے تھے۔ ایک شخص نے آپ سے کہا: "مولانا! عرصہ گذرا آپ ہمیں نیکی و بھلائی کی تلقین کرتے رہتے کیا کبھی "اس بازار" پر بھی خیال کیا ہے جہاں ہم جیسے گوشت کے لوتھڑے گناہ کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ انہیں بھی تو اسلام کے احکام سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ آخر وہ بھی انسان ہیں"

حضرت جنیدؒ کا دل صاف و شفاف آئینے کی مانند تھا۔ بات دل پر لگی فوراً اٹھے اور اس بازار کی جانب چل دئے۔ اس بازار کی ایک مشہور طوائف کے مکان پر پہنچے اور دستک دی۔ ملازم نے دروازہ کھولا تو سامنے ایک نیک صورت و سیرت باریش بزرگ کو کھڑے پایا۔ آپ کے کہنے پر طوائف کو اطلاع دی گئی۔ اور اجازت ملنے پر مولانا اندر تشریف لے گئے۔ طوائف سے مقررہ رقم دریافت کی اور اسے اس شرط پر دے دی کہ اب جو وہ کہیں گے کرنا پڑے گا۔ طوائف نے حامی بھر لی۔ آپ نے فرمایا "صاف کپڑے پہنو اور وضو کرو"۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ آپ نے اُسے اپنے ساتھ مصلے پر کھڑا کر لیا اور نماز کی ابتدا کی۔ طوائف نے بھی اطاعت میں ہاتھ باندھ لئے۔ وہ گناہوں میں لتھڑی ہوئی مولانا کے ساتھ کھڑی تھی۔ حضرت جنیدؒ دل کی گہرائیوں سے رب کو پکار اٹھے۔ اُن کی آواز شدتِ جذبات میں ڈوبی ہوئی تھی۔

"اے اللہ! حمد و ثنا آپ ہی کو سزاوار ہے۔ مولا! جتنا میرے اختیار میں تھا۔ میں نے کر دیا۔ گناہوں سے لبریز ایک عورت کو صاف کپڑے پہنائے، وضو کرایا اور آپ کی بارگاہ میں کھڑا کر دیا یہی میرے اختیار میں تھا۔ آگے بس نہیں چلتا۔ آپ ہی کے بھروسے پر یہاں آیا ہوں۔ رحم فرمایئے۔ اس کے معصیتوں سے معمور دل کو پاک کر دیجئے نیکی و راستی کی طرف موڑ دیجئے۔ بیشک سب کچھ آپ ہی کے اختیار میں ہے"۔

حضرت جنیدؒ نے دل کی گہرائیوں سے رب کو پکارا تھا اور رحمتِ خداوندی سے بعید ہے کہ وہ عجز و انکساری سے پکارنے والوں کو محروم کرے طوائف کی حالت یکسر بدل چکی تھی۔ وہ دل سے تائب ہو چکی تھی اور ایک ہی نماز میں اسے اتنا کچھ مل گیا تھا جو وہ عمر بھر بھی حاصل نہ کر سکی۔ آپ مکان سے جانے لگے تو کہنے لگی ۔ "حضرت! مجھے بھی ساتھ لے جایئے میری حالت ہی بدل چکی ہے۔ اب یہاں رہنے سے کیا کام!" ایک گناہگار عورت تائب ہو کر ہمیشہ کے لئے نیکی کا مجسمہ بن چکی تھی۔

شراب پر موت کو ترجیح

"اور لیکن جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا، اور اس نے اپنے نفس کو بُری خواہشوں سے روکا سو بے شک اس کا ٹھکانہ جنت ہی ہے"۔

نور الدین زنگی کی وفات پر اس کا انیس سالہ بیٹا شاہ اسمٰعیل مسندِ اقتدار پر بیٹھا جو تھوڑے ہی عرصہ کے بعد قولنج کے دردِ شدید میں مبتلا ہو گیا۔ اطباء نے بہت علاج کیا لیکن فائدہ نہ ہوا۔ آخر انہوں نے تجویز کیا کہ شراب پلائی جائے تو افاقہ ہو جائے گا۔ شہزادہ درد سے بے تاب تھا لیکن اس نے کہا کہ اس بارے میں علماء سے مشورہ لیا کہ شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں مختلف مکتبِ فکر کے علماء کی رائے تھی کہ اضطراری حالت میں اس کا استعمال جائز ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ کا فتویٰ یہ تھا کہ شراب کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اور حرام میں شفا نہیں۔ آخر شہزادے نے اطباء اور علماء سے دریافت کیا کہ اگر میری زندگی کا خاتمہ قریب ہے تو کیا اس امر کی ضمانت ہے کہ شراب پینے سے جان بچ جائے گی۔ سب نے بیک زبان کہا کہ موت اٹل ہے اور اس کا وقت لمحہ بھر بھی بدل نہیں سکتا۔ شہزادے

نے فیصلہ کن لہجے میں کہا "پھر میں ایسی ایسی حالت میں اپنے رب سے ملنا نہیں چاہتا کہ منہ سے شراب کی بو آ رہی ہو" تاریخ شاہد ہے کہ وہ اسی حالت میں کلمہ پڑھتے ہوئے زندگی کا سفر طے کر گیا۔

فکرِ آخرت

اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی ایک کنیز تھی۔ ایک مرتبہ وہ نیند سے بیدار ہوئی اور کہنے لگی "یا امیرالمومنین! رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا" آپ نے فرمایا "کہ ہاں کہو، کیا دیکھا؟" اس نے بیان کیا کہ میں نے دوزخ دیکھا ہے کہ دھونکایا جا رہا ہے اور اس پر پلصراط قائم ہے۔ اتنے میں خلفاء کو بلایا گیا۔ سب سے پہلے میں نے عبدالملک بن مروان کو دیکھا۔ اُسے کہا کہ اس پر چلنے کا حکم دیا گیا۔ سو ذرا دیر نہ لگی کہ وہ دوزخ میں گر گیا۔ پھر اس کے بیٹے ولید بن عبدالملک کو لایا گیا۔ وہ بھی اسی طرح گر گیا۔ پھر سلیمان بن عبدالملک کو لایا گیا۔ وہ بھی پہلے کی طرح گر گیا۔ اس کے بعد امیرالمومنین آپ لائے گئے۔ وہ کنیز اتنا ہی کہنے پائی تھی کہ انہوں نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ کنیز شور مچا رہی تھی کہ خدا کی قسم میں نے آپ کو سلامتی سے اترتے دیکھا ہے۔ اور وہ پڑے ہوئے ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔

تجارت میں دیانت

وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ ٥ (پ ۲۷ س الرحمٰن ع ۱)

"اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو اور تول کم مت کرو۔"

امام اعظم ابو حنیفہؒ نے ایک مرتبہ اپنے غلام کو بہت سا کپڑا فروخت کرنے کے لئے بھیجا۔ ساتھ ہی اسے ہدایت کر دی کہ فلاں کپڑے کے تھان میں کچھ عیب ہے جب کپڑے کا سودا کرو تو خریدار کو کپڑے کے نقص سے آگاہ کر دینا۔ غلام نے جب کپڑا فروخت کیا تو اُسے عیب کی نشاندہی کرنا اور تاجر کو نقص سے مطلع کرنا یاد نہ رہا۔ وہ کپڑے کی قیمت جو دس ہزار درہم تھی، لے کر امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے رقم ہاتھ میں لیتے ہی اس سے دریافت کیا "کیا تم نے کپڑے کا عیب خریدار سے بیان کر دیا تھا؟" غلام نے بھول جانے کا عذر کیا اور معافی چاہی۔ امام صاحب نے یہ رقم اسی وقت غرباء اور مساکین میں تقسیم کر دی اور فرمایا "یہ تمام مال مشکوک ہو گیا ہے اور ابو حنیفہؒ اسے پاس رکھ کر اپنی عاقبت خراب نہیں کرنا چاہتا"۔

انسانیت کا مقام

حضرت جنید بغدادیؒ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ لنگر تقسیم کیا گیا۔ تمام پیروکاروں نے بخوشی کھایا۔ آپ نے دریافت کیا کہ کیا کوئی آدمی مسجد میں رہ گیا ہے جس نے کھانا نہیں کھایا؟ ایک مرید نے عرض کیا کہ صرف ایک شخص باقی ہے جو اصرار کے باوجود نہیں آیا۔ آپ اس اجنبی کے پاس تشریف لے گئے۔ اور کھانے سے انکار کا سبب دریافت کیا۔ وہ کہنے لگا "میں صرف انسان کا گوشت کھاتا ہوں"۔ آپ نے اپنی ٹانگ آگے کر دی کہ وہ جس جگہ سے چاہے گوشت کاٹ لے۔ اس نے کہا کہ آپ کچھ دیر آنکھیں بند کریں۔ پھر کہنے لگا۔ کہ آپ نے کیا دیکھا؟ حضرت جنیدؒ نے جواب دیا۔ کہ مجھے سور نظر آیا۔ اجنبی نے قدرے توقف کے بعد کہا "ابھی سور کے درجے پر پہنچے ہو۔ انسانیت کا مقام تو بہت دور ہے جب اسے حاصل کر لوگے تو گوشت کی بات کرنا"۔

بقیہ: اسلام اور موجودہ نظریاتی کشمکش

کی استواری کا ہے، اور یہی وہ جادۂ ارتقا ہے جس کی منزل مقصود خدا ہے، جو مصدر حیات بھی ہے اور مقصد حیات بھی، هُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ط یہی دین حق ہے اور حکمت بالغہ بھی، جب نوع انسانی اس عقیدے کو راسخ کر کے اس پہ زندگی کو ڈھالے گی تو جہالت اور ظلم دونوں نابود ہو جائیں گے، اور انسان علم و عشق سے متصف ہو کر حیات جاوداں کا متحمل ہو جائے گا۔ اس کی فنا بھی پھر فنا نہیں بلکہ حیات ابدی ہے یہ الگ بحث ہے کہ ہمارے اذہان کی رسائی وہاں تک ہے یا نہیں فرمایا جو اعلائے کلمۃ الحق کی سربلندی کے لئے جان پر کھیل گئے،

خبردار! ان کو مردوں کی صفوں میں شمار مت کرو۔ حقیقی حیات سے تو وہ اب آشنا ہوئے ہیں۔ یہ علم و عشق کی صالحانہ آمیزش ہی تھی جس نے شہید کے دل میں اسلام کے بچاؤ، قوم کی حفاظت اور ملک کی بقا کی خاطر جان تک ختم کر دینے کا داعیہ پیدا کیا، ورنہ کیا کوئی کانٹا چبھنا بھی گوارا کرتا ہے؟ چہ جائیکہ جان ہتھیلی پہ رکھ کر ہزاروں خطرات کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر دیکھنا۔

طبقاتِ انسانی اور ان کے مناقب

دنیا کی ہر زندہ قوم کے تین طبقے ہوا کرتے ہیں۔ اہل علم، صاحبِ مال، اور سرفروش، تقسیم الٰہی ہے، بعض افراد ایسے ہوتے ہیں جو زیادہ پڑھے لکھے بھی نہیں ہوتے، اور نہ ہی ان کے پاس دولت کے انبار ہوتے ہیں لیکن وہ جوانمرد ضرورت پڑنے پہ جان پر کھیل جانا جانتے ہیں۔ ہماری تاریخ ایسے شہداء کے حالات سے پُر ہے، وہ کونسا جذبہ تھا کہ جس نے غازی علم الدین شہیدؒ کو راجپال کے جہنم رسید کرنے پر ابھارا۔ اور ستمبر ۶۵ء کے جہاد میں ہمارے فوجی بھائیوں نے کس بنا پہ اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے سب سے بڑی سلطنتِ اسلامی کی حفاظت کی، جس کی مثال ڈھونڈے سے ملے گی۔

دوسرا طبقہ اہل علم کا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے اپنی صفتِ علم سے نوازا ہے۔ خلافتِ ارضی کے حقیقی مستحق یہی لوگ ہیں، یہ قوم و ملت کی جان ہوتے ہیں۔ جن کے اشاروں پہ قوم کے سپوت دنیا میں انقلاب برپا کر دیتے ہیں۔

تیسرا طبقہ اہل ثروت کا ہے جو ان دو گروہوں سرفروشان اسلام، اور اہل علم کا مال سے تعاون کرتا ہے۔ چنانچہ ان تینوں کے فضائل اللہ تعالیٰ نے بڑی شد و مد سے بیان فرمائے۔ سورۂ صف میں سرفروشان اسلام کے لئے جنگی ہدایات اور جہاد فی سبیل اللہ کے فضائل بیان ہوئے۔ سورہ جمعہ میں اہل علم کے مناقب اور منافقون میں اہل دولت کے۔

ان سب میں علم و عشق کی صالحانہ آمیزش کا جذبہ کارفرما ہے، کہ انسان ارادہ و اختیار سے خدا کی خوشنودی کے لئے سب کچھ کر گزرتا ہے، اور یہی درسِ زندگی ہے۔

ضروری اعلان

جو حضرات اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو انگلستان میں رسالہ خدام الدین اور دیگر دینی کتب مفت بھجوانا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر رجوع کریں اور ان کے انگلستان کے پتے سے آگاہ فرمائیں۔

محمد شفیع چوہدری چیئرمین یورپین اسلامک مشن
۱۱ ڈیکن روڈ۔ ویلی۔ ڈان کاسٹر۔ یارک شائر انگلینڈ

اسلام اور موجودہ نظریاتی کشمکش

محمد سلیمان استاد جامعہ مدنیہ کیمبلپور

(۴)

زندگی کو انقلاب مستلزم ہے

زندگی مانند سائے کے آنی جانی ہے، ڈھلتی چھاؤں میں سستالینا تو موجب رحمت ہے کہ تازہ دم ہوکر بقیہ سفر بآسانی کٹ سکےگا۔ لیکن مستقر بنالینا بے عقلی ہے کہ خود سائے کو قرار نہیں۔ دنیا کے تمام رہنے والے ایک ہی کشتی میں سوار ہیں۔ جو آگے پیچھے اپنے اپنے ساحل پر اترتے آرہے ہیں۔ کشتی سب کو چھوڑتی ہے بلکہ چھڑائی جاتی ہے۔ اس لئے کہ زندگی ہر دور میں میعادی رہی ہے، ابدی حیات کا آج تک کوئی حامل نہ ہوسکا۔ اور ایسا ہونا ہی چاہیئے تھا۔ کہ زندگی کے عارضی پن سے وقت کی قدروقیمت معلوم ہوتی ہے اور سب سے بیش قیمت عطیہ اگر ہے تو وقت کی پرکھ ہے۔ اگر زندگی چندروزہ نہ ہوتی۔ تو ابتدا اور انتہا، آغازو انجام اور موت وحیات کا تصور ہی مٹ جاتا اور ایسی ابدیت جس میں تخلیق و فنا نہ ہوں مخلوق کے لئے جمود و تعطل کا باعث ہے، اور ایک حال میں رہنا یقیناً بے لطف و بے مزہ ہوتا۔ انسان پہلے پردۂ عدم میں تھا۔ وجود میں آیا تو اس جمود کے ہاتھوں بے حس و حرکت چٹان بن کر نہیں رہا۔ بلکہ ترجمان بن کر چمکا، اور ترجمان بھی ترجمانِ حقیقت، (جو عقل و خرد سے عاری ہیں ان کا شمار انسانوں میں نہیں اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ط) شیر خواری، بچپنے، اور لڑکپن سے ہوتا ہوا جوانی جیسے بہار کے مزے اڑاکر بالآخر بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ راہیِ ملکِ عدم ہوا۔ انہی ارتقائی منازل اور انقلاب کا نام حیات ہے۔ اب بات سمجھنے کی یہ ہے کہ ہمارے بس میں نہ آمد ہے نہ رفت۔ اپنے ارادہ اختیار سے مرسکتے ہیں نہ جی۔

جب ابتدا و انتہا کسی اور ذات کے قبضے میں ہے تو درمیان کی ارتقائی منازل کی باگ ڈور بھی اسی کے ہاتھ میں سمجھنی چاہیئے۔ بندے کے پاس دعا (اللہ کی طرف اٹھتے ہاتھوں) اور دوا (ٹوٹی پھوٹی عبادت) کے سوا ہے کیا؟ لیکن اللہ کریم کے پاس تو سب کچھ ہے۔ اس لئے ہر بات کو اُس کے اختیار میں چھوڑ کر یکسو ہوجانا ہی کامیابی کا ضامن ہے۔

تکمیل خواہشات میں ناکامی

اگرچہ اپنے کاموں میں ہم آزاد بھی ہیں اور مجبور بھی۔ لیکن اگر ہم اپنی آزادی کا حق اللہ تعالیٰ کو دے کر اپنی مجبوری بخوشی قبول کریں تو ضرور رازِ حیات اور سراغ زندگی پالیں گے۔ زندگی میں ہر شخص ایک حقیقت کا متلاشی ہے، اور ہر ایک اپنے کو کامران دیکھنا چاہتا ہے۔ ایسا کوئی فرد بشر نہیں جو ناکامی و نامرادی کا طالب ہو۔ لیکن کیا سب کی ہر خواہش پوری ہوجاتی ہے؟

يُرِيدُ الْمَرْءُ اَنْ يُعْطٰى مُنَاهُ
وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّا مَا يَشَاءُ ط

اس دنیا میں کوئی بلند بخت ہی ہوگا جس کی ساری آرزوئیں برآئی ہوں۔ ع

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

مَا كُلُّ مَا يَتَمَنَّى الْمَرْءُ يُدْرِكُهُ
تَجْرِي الرِّيَاحُ بِمَا لَا تَشْتَهِي السُّفُنُ

انسان کی من چاہی تمنائیں کم پوری ہوتی ہیں کبھی کبھی ہوائیں کشتی کے خلاف رخ بھی چل پڑتی ہیں۔ وہ کون ذات ہے جو کبھی ہماری تمنا کے خلاف ہواؤں کے رخ پھیر دیتے ہیں اور کچھ دیر کے لئے انسان مشکلات کے بھنور میں پھنس جاتا ہے۔ بے شک وہ اللہ ہی ہیں جن کی قدرت کاملہ اور قاہرہ کے یہ مظاہر ہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں عرفت ربی بفسخ العزائم، میرے پختہ عزائم کا ٹوٹ جانا میرے لئے معرفت خداوندی کا سبب بنا۔ جب ویسے بھی ہمارے بنے بنائے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ تو کیوں نہ اپنی تھوڑی بہت آزادی کو اپنے ارادہ و اختیار سے رب تعالیٰ کے حوالے کرکے خود کو خدائے جبّار کے مجبور سمجھیں، مصیبت کے وقت تو مجبوراً سب اسی کو پکارتے ہیں۔ اس سے بندہ بخوشی کیوں نہ کہدے کہ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

چہ خوب فرمود

جو ذات باری کے سوا سب سے کٹ کر اسی کا ہوگیا اور اپنی تمامتر صلاحتیں اللہ کی خوشنودی میں صرف کیں، پس بے شک اس نے عروۃ وثقیٰ کو سہارا لیا جس کے لئے ٹوٹنا نہیں۔ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا۔ ایسے لوگوں کا مددگار ہر وقت اور ہر جگہ اللہ ہے، اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ط مولانا آزادؒ کیا خوب فرما گئے کہ

"وہی جو کبھی کوہ سینا پہ تجلّیٔ حق بن کر چمکی۔ اور کبھی فاران پہ ابررحمت بن کر نمودار ہوئی۔ کبھی غارِ ثور میں لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ط کی صدا میں تھی۔ کبھی بدر کے کنارے اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ کے پیغام میں تھی، کبھی احد کے میدان میں وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ کی تھی اور آج بھی ایک لٹے ہوئے کارواں، ایک برباد شدہ قافلے اور ایک برہم شدہ انجمن کے لئے آخری سہارا اور زندگی کی آخری روشنی ہے۔"

انسان کی بے بسی اور اللہ کی رحمت

جب سب دروازے بند ہوتے نظر آتے ہیں کہیں رسائی کی امید نہیں رہتی تو انسان بے بس و مجبور ہوکر اللہ کی طرف دوڑتا ہے۔ حالانکہ پہلے ہی رجوع کرتا تو اللہ کی رحمت اس کے استقبال کے لئے منتظر تھی۔ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا، ایمان والوں کا دوست اللہ ہے، قرآن کا انداز تخاطب ملاحظہ فرمائیں! يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اے میرے وہ بندو جو اپنے اوپر ظلم کرچکے ہو۔ مجھ سے دوری اختیار کرکے، میرے احکام سے روگردانی کرکے تم نے میرا کچھ نہیں بگاڑا۔ اپنا نقصان کیا ہے لیکن بایں ہمہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط رحمت الٰہی سے مایوس نہ ہو۔ کتنے بھی گنہگار ہو، بندے تو میرے ہی ہو۔ میرے درپہ جھکو۔ میں تمہارے سارے گناہ معاف کردوں گا۔ کیونکہ معاف کرنا میری صفت ہے۔ جو اللہ کے دروازے پر آجائے، ایمان بالغیب سے قلب کو منور کرے تو يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط اللہ اپنی رحمت بیکراں سے ایسے لوگوں کو کفر و شرک اور ظلم و جہل کی تاریکیوں سے نکال کر علم و معرفت یا عشق سے مشرف فرمادیتے ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ علم و عشق ہی کے صحیح توازن، اور صالحانہ آمیزش سے اکسیرِ حیات تیار ہوتی ہے، علم کی کوئی انتہا ہے نہ عشق کی۔ اس لئے انسانی زندگی کی ترقی، ممکنات اور ممکنات کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ یہی راستہ خودی

(باقی صــــ پر)

صحابۂ کرام رضؓ کی کرامات

اُستاذ العلماء حضرۃ مولانا الحاج سیّد حامد میاں مدظلّہٗ مُہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ ـ کریم پارک لاہور
مُرتّبہ: محمود احمد عارف ہوشیارپوری

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُسَیْدَ بْنَ حُضَیْرٍ وَعَبَّادَ بْنَ بِشْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَاجَۃٍ لَّھُمَا حَتّٰی ذَھَبَ مِنَ اللَّیْلِ سَاعَۃٌ فِیْ لَیْلَۃٍ شَدِیْدَۃِ الظُّلْمَۃِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْقَلِبَانِ وَبِیَدِ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا عُصَیَّۃٌ فَاَضَاءَتْ عَصَا اَحَدِھِمَا لَھُمَا حَتّٰی مَشَیَا فِیْ ضَوْءِھَا حَتّٰی اِذَا افْتَرَقَتْ بِھِمَا الطَّرِیْقُ اَضَاءَتْ لِلْاٰخَرِ عَصَاہُ فَمَشٰی کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا فِیْ ضَوْءِ عَصَاہُ حَتّٰی بَلَغَ اَھْلَہٗ،

(رواہ البخاری)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں دینِ حنیف کی خدمت کے لئے وقف تھیں وہ سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اپنی جان نثار کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ـ دین کی اشاعت میں اپنی جان و مال سب کچھ لگا دیتے تھے ـ اس لئے اللہ تعالےٰ نے انہیں طرح طرح کے انعامات سے نوازا ـ انہیں اپنی خوشنودی و رضا کی خوشخبری دی ـ جنگوں اور لڑائیوں میں ان کی مدد و نصرت فرمائی، کرامتیں عطا فرمائیں ـ وغیرہ وغیرہ ـ

اس حدیث شریف میں دو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما کی کرامتوں کا ذکر ہے ـ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رات کو حضرت اُسید بن حضیر اور حضرت عباد بن بشر نے کسی ضرورت کی خاطر جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بیٹھ کر کافی دیر تک گفتگو فرمائی ـ یہاں تک کہ رات کا کافی حصہ بیت گیا ـ یہ رات بھی بڑی تاریک تھی ـ (رات گئے تک گفتگو فرمانے کے بعد) یہ دونو حضرات رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے روانہ ہوئے ـ ان دونوں حضرات کے پاس چھڑیاں تھیں ـ ان میں سے ایک چھڑی سے روشنی نمودار ہوئی اور وہ دونو اس کی روشنی میں چلتے رہے ـ یہاں تک کہ راستے متفرق ہوئے ـ (یعنی ایسی جگہ پہنچے جہاں سے دونو کو علیحدہ ہونا تھا اور الگ الگ راستوں پر چلنا تھا) تو یہاں دوسرے صحابی کی لاٹھی میں بھی روشنی پیدا ہو گئی ـ اب دونو اپنی اپنی لاٹھیوں کی روشنی میں چلتے رہے ـ حتیٰ کہ دونو اپنے اپنے گھر پہنچے ـ رات چونکہ شدید تاریک تھی ـ اس لئے حق تعالےٰ نے ان کے لئے روشنی کا انتظام فرمایا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ دو غلام بغیر کسی تکلیف کے اپنے اپنے گھروں کو تشریف لے گئے ـ

ایک روایت میں حضرت جابرؓ اپنے والد کی ایک کرامت بیان فرماتے ہیں ـ کہ جس صبح کو اُحد کا معرکہ ہونے والا تھا اسی رات مجھے میرے والد صاحب نے بلایا اور فرمایا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو صحابہؓ سب سے پہلے شہید ہوں گے ان میں سے ایک میں بھی ہوں گا اور فرمایا میں اپنے بعد چھوڑنے والوں میں سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا سب سے زیادہ تمہیں ہی عزیز رکھتا ہوں (پھر وصیت کے طور پر فرمایا) میرے ذمہ کچھ قرض ہے وہ ادا کرنا اور اپنی بہنوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے رہنا ـ یہ میری وصیت ہے ـ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جب صبح ہوئی (اور لڑائی ہونے لگی) تو آپ ہی سب سے پہلے شہید ہوئے ـ اور آپ کو ایک اور صحابی کے ساتھ ملا کر دفن کیا گیا ـ

چونکہ اس جنگ میں صحابہ کرامؓ کی کثیر تعداد نے جامِ شہادت نوش کیا اور جو صحابہ کرام باقی تھے وہ بھی دن بھر کی لڑائی کی وجہ سے تھک گئے تھے اور اکثر شدید زخمی تھے ـ اس لئے شہداء کے لئے علیحدہ علیحدہ قبریں بنانی مشکل تھیں چنانچہ دو دو اور تین تین شہیدوں کو ایک ایک قبر میں دفن کر دیا گیا اور شہید کو خون آلود کپڑوں میں دفن کیا جاتا ہے غسل بھی نہیں دیا جاتا اور شہداء احد کے اجسام عرصۂ دراز تک سالم، محفوظ اور تر و تازہ رہے ـ حضرت امام مالکؒ نے اپنی کتاب مؤطا میں یہ بات بلاغاً نقل فرمائی ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ نے ایک نہر کھدوانی چاہی ـ انجینیروں کی رائے میں نہر وہیں سے گذر سکتی تھی کہ جہاں شہداء احد مدفون تھے ـ چنانچہ جب زمین کھودی تو دیکھا کہ ان صحابہ کرامؓ کے اجسام ۴۶ سال بعد بھی صحیح و سالم ہیں ـ آپ نے اعلان فرمایا کہ شہداء کے ورثاء اپنے اپنے شہیدوں کو لے جائیں ـ چنانچہ لوگ گئے اور اپنے اپنے مورث کو نکال لائے ـــــ جمیس میں ہے کہ وہ ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے سوئے ہوئے ہوں ـ یہ ایک طرح کا اعزاز تھا جو ان شہداءِ احد کو حق تعالےٰ نے بخشا ـ ورنہ یہ ضروری نہیں کہ ہر ولی یا ہر صحابی کا جسم محفوظ ہو ـ اگر ایسا ہوتا تو جنت البقیع (جو مدینہ منورہ کا قبرستان ہے) میں اب دفن ہونے کی جگہ بھی نہ ملتی ـ حالانکہ وہاں بے شمار انسان دفن ہیں ـــــ اسی طرح کے کشف و کرامات و اعزازات جو اللہ تعالےٰ نے انہیں بخشے تھے بہت سارے ہیں (رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ)

اللہ تعالےٰ ہمیں ان کے نقشِ قدم پہ چلائے اور آقائے نامدار (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صحیح تابعداری نصیب فرمائے ـ آمین، یا الٰہ العالمین ـ

خانقاہ

فخر الدین صدیقی، لاہور

لغوی اعتبار سے لفظِ خانقاہ کے معنی درویشوں، راہبوں اور مشائخ کے رہنے اور قیام کرنے کی جگہ قرار پاتے ہیں۔ پھر خانقاہ کا لفظ امام باڑہ اور مقبرہ کے لئے بھی اخذ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ خانقاہ سے مراد ایسی جگہ جہاں کسی شیخ، بزرگ آدمی، عالم، صوفی، متقی اور پارسا کے لیئے وقف ہو عام طور پر مراد لی جاتی ہے۔

خاموشئ فطرت، روشنئ قلب اور شمعِ علم اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ ان چلتے پھرتے بتوں کو جاودانی نصیب نہیں۔ جو سدا رہنے کا دعوٰی کرتے ہیں وہ تا ابد قائم نہیں رہتے۔ یہ ندی نالے پہاڑ دریا سمندر اور فلک بوس عمارتیں انسان کی بے بسی کی روئداد زبانِ حال سے سناتی ہیں لیکن ان سے بہرہ ور صرف اور صرف وہی انسان ہو سکتا ہے جو دو ظاہری آنکھوں کے علاوہ دو آنکھیں باطنی بھی ضرور رکھتا ہو۔ اور جو شخص ان صفات سے عاری ہوگا وہ ازل سے ابد تک اس حقیقت سے ناآشنا و ناواقف ہی رہے گا۔ شاعرِ مشرق علامہ مرحوم فرماتے ہیں ؎

افکار جوانوں کے خفی ہوں کہ جلی ہوں
پوشیدہ نہیں مردِ قلندر کی نظر سے
معلوم ہیں مجھ کو ترے احوال کہ میں بھی
مدت ہوئی گزرا تھا اسی راہ گزر سے

ماہرین روحانیات کی آراء کے مطابق عالم کی دو اقسام قرار پاتی ہیں:۔

۱۔ عالم رویا
۲۔ عالم ارواح

عالم رویا اور عالم ارواح دونوں کا تعلق انسان خواہ وہ خلق عظیم یعنی جس کے متعلق قرآن پکارتا ہے کہ "لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم" یقیناً ہم نے انسان کو اشرف المخلوقات میں سے بنایا ہے۔

Surely We have created a best creature of man

دنیائے عظیم میں قرآن مقدس کے علاوہ اور کتب سماوی و ارضی میں بھی انسان کو اعلٰی و ارفع قرار دیا گیا ہے لیکن یہ جملہ صفات؛ حاصل کرنا اس کا اپنا خاصا قرار پاتا ہے۔ چنانچہ وہ اگر جرنیل، فاتح، مفتوح، حاکم، محکوم، محبوب، عاشق، حکیم، فلسفی، شاعر یا ادیب، دانا یا بے وقوف قرار پاتے تو اس کا اصل ٹھکانا "خانقاہ" ہی قرار پاتا ہے۔

شاید قارئین اس بات کے متوجہ ہوں کہ آج کی اس بحث میں میں کوئی خاص مزار یا ایسی جگہ بیان کرنے والا ہوں جسے دنیا پہلے سے واقف نہیں تو ایسی بھی کوئی خاص بات نہیں — کیونکہ عام طور پر خانقاہ کے لفظ سے احباب کی نظر مجاور یا ایسی ہی دیگر لوازمات پر ہوتی ہے۔ نہ جانے کیوں اس لفظ کے ساتھ ہی لوگوں کے ذہن اس طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ لفظِ خانقاہ کی مجمل تفصیل میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ چنانچہ جس خانقاہ کا ذکر آج ہم کرنے والے ہیں اور جس کا ٹھکانا ذہین مقدس ہی میں ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی قبرستان سمجھے یا کوئی اس سے خاص مزار مراد لے تو اس میں بندے کا کوئی قصور نہیں اس کا فیصلہ ناظرین اور قارئین شاید مضمون کے خاتمہ پر بھی صحیح طور پر نہ کر سکیں اور اگر وہ ناکام رہیں تو بندہ پھر بھی معذرت خواہ ہے — ہاں ایسا بھی عین ممکن ہے کہ بعض صوفیائے کرام اور درویشوں نے اپنے بسنے کے لیئے کوئی ایسی جگہ انتخاب کی بھی ہو جہاں کوئی مزار یا قبرستان نزدیک ہو تو بھی راقم الحروف اس میں معذرت چاہتا ہے کیونکہ یہ ان کا ذاتی معاملہ ہوگا۔

ترے سینے میں دم ہے دل نہیں ہے
ترا دم گرمیٔ محفل نہیں ہے
گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے (اقبالؒ)

لیکن جس خانقاہ کا تعارف آج میں کرانا چاہتا ہوں وہ قطعی طور پر کسی مزار، کسی قبرستان میں کوئی خاص جگہ سے متعلق نہیں بلکہ وہ تو محض صوفی منش لوگوں کے بسنے کی جگہ ہے اور بس......!

ہاں تو یہ ایک بڑے شہر کی مشہور بستی میں واقع ہے جس کا تعلق بھی فیشن ایبل لوگوں سے ہے، اس کی عمارت سے آپ قطعی یہ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ اس عمارت کے اندر کوئی "خانقاہ" قسم کی چیز بھی واقع ہو سکتی ہے لیکن خدا کے بھید خدا ہی سمجھے بلکہ خدا کی مرضی بھی یہی ہے کہ اس پختہ عمارت کے اندر ہی صوفیوں کا مسکن ہے اور کسی عام انسان کو ذرا بھی تامل نہیں بلکہ لوگ فراواں فراواں اپنی حاجات کی براری کے لئے آتے ہیں۔ اقبالؒ ایسی زندگی پر رقمطراز ہے ؎

گرچہ اس دھرکہن کا ہے یہ دستور قدیم
کہ نہیں میکدہ و ساقی و مینا کو ثبات
قسمتِ بادہ مگر حق ہے اسی ملت کا
انگبیں جس کے جوانوں کو ہے تلخابِ حیات

اب آپ کے ذہن میں صوفی یا درویش کا لفظ پڑھتے ہی فوراً لمبی داڑھی اور لمبے چغے والے اصحاب گھوم گئے ہونگے اور ہاں شاید ایسا ہی ہو۔ یہ تمام اصحاب داڑھیوں سے لیس ہوں یا کوئی ان کے حلقۂ احباب میں بیٹھنے والا بغیر داڑھی کے بھی مکین ہو۔ یہ امر مسلم ہے کہ وہ ایک عام روش پر چلنے والے سیدھے سادے انسان ہیں جن کے متعلق میر تقی میر مرحوم نے فرمایا تھا ؎

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

عرصہ ہوا اس خانقاہ کے مکینوں کے سربراہ ایک صوفی منش بزرگ جن کی صفات میں سادگی، پاکیزگی اور سادہ لوحی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، اور ان کے ساتھ رہنے والے بھی انہیں خیالات کی پیروی کرتے تھے لیکن کہیں یہ خیال نہ کیا جائے کہ اب ان کی جگہ ان جائے مسکن کا بزرگ ان صفات سے عاری ہے۔ اگر اس پایہ کا نہ سہی لیکن کمال بدرجہ اتم اس میں بھی موجود

ہیں۔ اس خانقاہ سے کوئی سائل خالی ہاتھ نہیں جاتا۔ غالباً آپ سوچیں گے کہ یہ خانقاہ ہے یا لنگر خانۂ عدالت عالیہ یا کسی مغل شہنشاہ کا دربارِ جہانگیری۔ تو میں آپ کو یہ ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ اس خانقاہ میں بسنے والی جماعت ایسے افراد پر مشتمل ہے جو نہ صرف اپنے آپ میں مگن رہتے ہیں اور عبادتِ الٰہی کو شعار سمجھتے ہیں بلکہ خدمتِ خلق پہ ایمان رکھتے ہیں اور کمرِ ہمت باندھے تیار رہتے ہیں۔ اور ہاں میں آپ کو یہ بتلا رہا تھا کہ اس خانقاہ سے کوئی سائل خالی ہاتھ نہیں جاتا۔ اگر کوئی تشنگیِ علم لے کر آتا ہے تو نہ صرف پیاس بجھائی جاتی ہے بلکہ اسے سیراب کر دیا جاتا ہے۔ یہاں ہر وقت علم کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا رہتا ہے علم کے چشمے سے سیراب ہونے والوں میں کئی ایک دماغی مریض بھی ہوتے ہیں۔ ان کا مرض دور کر کے ان کے دماغوں اور ذہنوں کو شمعِ علم سے منور کیا جاتا ہے بلکہ "الم نشرح لک صدرک" کے مصداق نظر آتے ہیں اور پوری بنی نوعِ انسانی کے لئے راہِ ہدایت کا سامان بن جاتے ہیں اور انسانوں کے اس عظیم گروہ میں ایک نمونے کے طور پر نہ صرف ظاہر ہوتے ہیں بلکہ اپنا ایک ایسا اثر چھوڑتے ہیں جو تا ابد قائم رہتا ہے۔ اور آئندہ نسلیں ان کی شخصیت کو اپنے لئے راہِ عمل کے طور پر اختیار کرتی ہیں۔ اسی لئے اقبال رقمطراز ہے کہ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یہ نہ خیال کیا جائے کہ دماغی امراض میں قدرتی پاگل یا ایسے لوگوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ دماغی امراض میں احساسِ کمتری اور احساسِ برتری جیسے احساسات بھی شامل ہیں اور یہاں کے مکینوں کو یہ خوش فہمی ہے کہ وہ نہ صرف اکثر بیماریوں کا علاج جانتے ہیں بلکہ حد درجہ کامیاب و کامران بھی ٹھہرے ہیں۔ اس میں شاید کوئی شک کی گنجائش بھی نہ ہو۔ کیونکہ فارسی کی ایک مثال ہے کہ "آزمودہ را آزمودن جہل ست" کیونکہ ؎

ہمسایۂ جبریلِ امیں بندۂ خاکی
ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشاں
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآں

علاوہ ازیں اگر کوئی بے روزگاری جیسے مسائل سے دوچار ہوتا ہے اور اور اپنی صدائے بازگشت بلند کرتا ہے تو یہاں کے مکین اس کی یہ خواہش بھی پوری کرتے ہیں۔ یوں سمجھ لیجئے "خانقاہ" گویا ہے بس رحمتِ الٰہی حاصل کرنے کی ایک جگہ ہے۔ لہٰذا یہاں پہ ہر قسم کی مرض کا علاج کر کے انسان کی خدمت کو شعار بنایا جاتا ہے۔ یہاں پہ یہ بھی بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ اس خانقاہ میں شمار ہونے والے اور شرکت کرنے والے اکثر نامور ادبا، فقرا، فقیہہ اور مشائخ بھی شامل ہیں۔ چنانچہ چند ایک کے نام لینے پہ اکتفا کرتا ہوں۔ علامہ علاؤالدین صدیقی ایم اے، ایم او ایل۔ ایل ایل بی چیئرمین اسلامی مشاورتی کونسل و وائس چانسلر یونیورسٹی آف دی پنجاب لاہور، جناب عبدالمجید صاحب (فیروز سنز)، جناب عبدالرحمٰن مرحوم و مغفور بی اے، ایل ایل بی سابق ممبر پنجاب لیجسلیٹو کمیٹی کے علاوہ اور سینکڑوں نہیں لاکھوں اصحاب شریک ہیں۔ چنانچہ ہر طالبِ دیدار خالی ہاتھ نہیں لوٹایا جاتا۔ عام طور پر مشہور ہے کہ وہم کا علاج حکیم لقمان بھی نہ کر سکا۔ تو واقعہ یہ ہے کہ رشد و ہدایت کی کتاب مقدس سے اس مرض کا علاج بھی اپنے پاس رکھتے ہیں۔

کیا کہیں کہ اس خانقاہ کے مکینوں کے خیالات، احساسات، جذبات، ہیجانات اور ادراک کچھ اس قسم کا ہے کہ "خود کو مٹا کر کسی کو مٹانے سے بچا لے" یا دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ یہ مکین اس نظریہ کے حامی معلوم ہوتے ہیں کہ

"سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے"

کیونکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ معصوم فطرت انسان کو یہ تک معلوم نہیں کہ احساسِ کمتری اور دیگر اسی قسم کے دماغی مریض اکثر مریض نہیں ہوتے۔ بعض اوقات ان میں بدروحیں بھی ہوتی ہیں جو انسانوں کو غلط راہ پر آمادہ کرنے کی غرض سے چلتی پھرتی رہتی ہیں۔ صوفی اور مشائخ خواہ کتنا ہی پہنچا ہوا ہو آخر ایک آخر ایک بشر تو ضرور قرار پاتا ہے۔ اگر ایک انسان کو بدروحوں سے سابقہ پڑے تو آپ جان سکتے ہیں اور آپ سوچ سکتے ہیں کہ یہ مقابلہ کیسا رہے گا اور اس کا انجام کیا ہوگا۔ چنانچہ اب آپ کو اس بات کا اندازہ ہو ہی جانا چاہئے کہ خانقاہ کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا ہے۔ جہاں بزرگ صفت اور سادہ لوح انسان بستے ہوں، وہاں بدروحیں اپنا جال ضرور پھیلاتی ہیں ــــ بدروحوں سے میری مراد مادی اور غیر مادی لیکن مخالف قوتوں سے ہے۔ جو نیک دل انسانوں کو ہر وقت صحیح راستے پہ چلنے سے روکتی ہیں۔ یہاں کے مکینوں پہ مجھے یقین کامل ہے کہ کبھی بھی اور کوئی بھی بدروح ان پہ اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ اور ہاں یہ ٹھیک ہے کہ بندہ بشر ہے لیکن ان کی شان ایسی ہے جن کے متعلق قرآن رقمطراز ہے:

یاایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ ــــ

اے نفسِ مطمئن لوٹ تو اپنے رب کی طرف، وہ تجھ سے راضی ہوا اور تو اس سے راضی ہو۔

اقبال کہتا ہے ؎

خودی کا سرِّ نہاں لا الٰہ الا اللہ
خودی ہے تیغِ فساں لا الٰہ الا اللہ

ہاں تو خانقاہ مسجد شیرانوالہ میں حوض کے مغربی کنارے پر واقع ہے جس پر تحریر ہے کہ "حجرہ احمد علی" برائے مہربانی دروازہ نہ کھٹکھٹائیں اگر ہوا تو نماز کے وقت ملوں گا"۔ کچھ عرصہ پہلے اسی خانقاہ کے مکین حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جو عرصہ قدیم اس میں مقیم رہ کر عوام الناس کی خدمت کرتے رہے۔ حسنِ اتفاق سے اب یہ بزرگ صفت بہاولپور روڈ لاہور میں جس خانقاہ میں خوابِ راحت کے مزے لے رہے ہیں۔ ان کے قرب میں ایسے ہی اصحاب لیٹے ہوئے ہیں جن میں مقتدر علماء اور ادباء شامل ہیں۔ جن میں حضرت شیخ التفسیر مولانا خواجہ عبدالحی فاروقی سابق صدر شعبہ اسلامیات عربی اسلامیہ کالج، جناب چوہدری عبدالرحمان صاحب بی اے ایل ایل بی سابق ممبر پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی،

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

تعلیماتِ ربّانیہ

(قرآنی جواہر پارے)

قاری محمد شریف قصوری، قلعہ لچھمن سنگھ لاہور

اللہ کی فرمانبرداری کرنا

وَ اَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّکُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَہٗ ۔ (الزمر ع ۶ پ ۲۴)

اور اپنے رب کی طرف جھکو اور اسی کی فرمانبرداری کرو۔

اللہ کی حمد و ثنا بیان کرو

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلَی ۵ (اعلیٰ پ۳۰/۱)

اپنے بلند و برتر رب کی حمد و ثنا کرو۔

ہر حال میں اللہ سے ڈرنا

فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (تغابن پ۲۸/۲)

جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرو۔

اللہ کا احسان ماننا

وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ (بقرہ ۲۹:۲)

اور اللہ کی نعمتیں یاد کرو جو اس نے تمہیں دی ہیں۔

اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ ۔ (حم سجدہ ۲۴:۲)

اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا

وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا (النساء ۵:۶)

اور اللہ کا کسی کو شریک نہ بناؤ۔

اللہ کی راہ میں جہاد کرنا

وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ (مائدہ ۶:۶)

اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔

اللہ کی یاد سے غافل نہ ہونا

وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِکْرِیْ (طٰہٰ ۱۶:۲)

اور اللہ کی یاد میں غفلت نہ کرو۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری کرنا

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (الحشر ۱:۲۰)

اور جو تم کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دیں وہ لے لو اور جس بات سے منع کریں اسے چھوڑ دو۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو راضی کرنا

وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ (توبہ ۸:۱۰)

اور اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو راضی کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود و سلام بھیجنا

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ط (احزاب ۷:۱۰)

اے مسلمانو! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود و سلام بھیجتے رہو۔

والدین سے بھلائی کرنا

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (بقرہ ۱۰:۱۱)

اور ماں باپ سے نیک سلوک کرو۔

والدین پر خرچ کرنا

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ ۔ (بقرہ ۲:۱۰)

اے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) ذرا دیجئے کہ جو مال تم خرچ کرو اس پر والدین اور قرابت داروں کا حق ہے۔

والدین کا ادب کرو

وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا (بنی اسرائیل ۳/۱۵)

اور ماں باپ سے ادب سے بات کرو۔

حق دار کا حق ادا کیا جائے

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۔ (بنی اسرائیل ۲:۱۰)

ادا کرو رشتہ داروں کا حق۔ مدد دو ضرورت مند اور مسافر کو، اور فضول خرچی نہ کرو۔

کسی پر زیادتی نہ کی جائے

وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۔ بقرہ (۲:۲۴)

اور کسی پر زیادتی نہ کرو، بیشک اللہ (تعالیٰ) زیادتی کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔

لوگوں سے بھلائی کرو!

وَاَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ (قصص ۸:۱۰)

اور لوگوں سے بھلائی کرو جیسا کہ اللہ نے تم سے بھلائی کی ہے۔

سب سے سیدھی اور سچی بات کرو

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا (احزاب ۹:۲۲)

اے مسلمانو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور سیدھی اور سچی بات کہا کرو۔

سب سے نیک بات کرو

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (بقرہ ۱۰:۱)

اور سب لوگوں سے نیک بات کہو۔

ہر شخص سے انصاف کی بات کہو

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی ۔ (انعام ۱۹:۸)

اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو۔ خواہ وہ شخص جس کی بات ہے رشتہ دار ہو۔

قول و قرار کی پابندی کی جائے

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۔ (مائدہ ۱:۱)

اے مسلمانو! اپنے وعدوں کو پورا کرو۔

برے کاموں سے روکو!

وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ

اور برے کاموں سے دوسروں کو روکو، اور اس سلسلہ میں اگر کوئی تکلیف

پہنچے تو اس پر صبر کرو۔

اچھے کاموں کی نصیحت کرو

وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ (لقمان ۲:۱۱)

اور اچھے کاموں کی دوسروں کو نصیحت کرو۔

مسلمانوں کے حق میں دعا کرتے رہو

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔

اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور سب مسلمان مرد اور عورتوں کے لئے دعا کرتے رہو۔

اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو دوزخ سے بچاؤ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا۔ (تحریم ۱:۲۸)

اے مسلمانو! اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو آگ کے عذاب سے بچاؤ۔

ایک دوسرے کو قتل نہ کیا جائے

لَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ (نساء ۵:۵)

اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔

بدلہ لینے میں زیادتی نہ کرو

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ (النحل ۱۴:۱۶)

اگر بدلہ لو تو اس قدر بدلہ لو جس قدر تمہیں تکلیف پہنچائی جائے اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لئے۔

بدامنی نہ پھیلائی جائے

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ (بقرہ ۷:۱)

اور ملک میں فساد پھیلاتے نہ پھرو

لڑنے والوں میں صلح کرا دو

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا (حجرات ۱:۲۶)

اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔

آپس میں مضبوط اور متحد رہو

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (عمران ۱۱:۳)

سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو اور علیحدہ علیحدہ نہ رہو۔

اللہ کی راہ میں اچھا مال خرچ کرو

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (آل عمران ۲:۴)

تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے حتیٰ کہ (اللہ کی راہ میں) اس مال کو خرچ کرو جو تمہیں محبوب ہے۔

پاکیزہ رزق کھاؤ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ (بقرہ ۲۰:۲۱)

اے مسلمانو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں عطا کی ہیں ان میں سے کھاؤ۔

ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ (نساء ۵:۵)

اے مسلمانو! آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقہ سے نہ کھاؤ لیکن آپس کی رضامندی سے کوئی تجارت ہو تو جائز ہے۔

امانتیں ادا کی جائیں

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا۔ (نساء ۵:۰)

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانت والوں کو ان کی امانتیں ادا کیا کرو

دین کی بات میں مبالغہ نہ کرو

وَلَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ (نساء ۲۳/۶)

اور اپنے دین کی بات میں مبالغہ نہ کرو۔

ظاہری اور باطنی گناہوں سے بچو

وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ (انعام ۱۴:۱۸)

اور ظاہری و باطنی تمام گناہوں کو چھوڑ دو۔

نیک کاموں میں سبقت کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً

اے مسلمانو! اسلام میں پوری زندگی گذارو۔

درگذر کی عادت اختیار کرو

خُذِ الْعَفْوَ۔ (اعراف ۲۴:۹)

درگذر کرنے کی عادت بناؤ۔

روزانہ کام میں محاسبہ کرو

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔ (حشر ۳:۲۸)

اور چاہیے کہ ہر شخص محاسبہ کرے کہ اس نے مستقبل کے لئے کیا کام کیا ہے۔

نظریں نیچی رکھو

۱۔ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ (نور ۴:۱۸)

اے نبی کریمؐ! مسلمان مردوں سے فرما دیجئے کہ وہ غیر محرموں کے سامنے اپنی نظریں نیچی کریں۔

۲۔ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ۔ (نور ۴:۱۸)

اور اے نبی کریمؐ! مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ غیر مردوں کے سامنے اپنی نظریں نیچی کر لیں۔

عورتیں گھروں میں رہیں

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ۔ (احزاب ۲۲)

اے عورتو! گھروں میں سکون کے ساتھ رہو اور دورِ جاہلیت کی طرح بن سنور کر نہ پھرو

بقیہ خانقاہ

آغا حشر اور ایسے ہی دوسرے اصحاب اس خانقاہ کے مکین کے ہم نوا و ہمنشیں ہیں۔ خدا کرے ان جملہ اصحاب کی قبور جنت کے باغات کا نمونہ بن جائیں اور ان کی زندگیاں دوسروں کے لئے راہِ عمل بنیں۔ جن کے متعلق علامہ مرحوم فرماتے ہیں۔

بنتے ہیں مری کارگہِ فکر میں انجم
لے اپنے مقدر کے ستارے کو تو پہچان

بقیہ: مجلس ذکر

بڑا آسان ہے، عمل کرنے کا وقت آئے تو پتہ چل جاتا ہے۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے ساری زندگی جو توبۃ اللہ کرکے، بیعت کرکے، ذکر اذکار میں گذارتے ہیں، بچے جوان ہوتے تو یوں ہی شیطان کا رول (ROLE) ادا کرتی ہے۔ اور سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیتی ہے کہ "ایہہ مولویاں دی تے ملاّواں دی کیہڑی گل اے' اسی وڈھیاں پتراں والے آں، اسی تے داجے دجا کے لیائے ساں، ساڈیاں دھیاں بھیناں وی داجے وجا کے جان گیاں، ایہہ کیہہ ہویا برادری دا جا نہ لیاوے تے موت تے شادی برابر ہو گیا۔ تسی ملاں ملوانیاں دیاں گلاں چھڈو۔ اسیں دنیا تے نک نہیں کٹانی ـــــ حضرتؒ بڑی کہانی دراز فرمایا کرتے تھے، کہتے تھے۔ لو سارے ذکر اذکار، ساری توبۃ اللہ، ساری محنت ایک شیطان نما انسان اور دوست نما دشمن نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ضائع کر دی۔ اسے جہنم رسید کر دیا۔

کعبۃ اللہ کا شرف و مجد

اب اندازہ لگائیے، ذرا سی بات ہے۔ لیکن بڑی ہی بھاری ہے۔ اس لئے میں عرض کر رہا ہوں۔ باتیں کرنا آسان ہے۔ حضرت ابراہیمؑ ہی کا دل گردہ تھا کہ وادیٔ غیرذی زرع میں سر چھپانے اور ڈھانپنے کے لئے ایک تنکا نہیں۔ ایک قطرہ نہیں پانی کا۔ کپڑے کی ایک چندیا تک دے کر نہیں جا رہے ہے، جو ان کے جسم پر ہے وہاں، شیر خوار بچہ، جو بڑی مدتوں کے بعد، تمناؤں کے بعد اللہ نے دیا۔ حکم ہوتا ہے کہ جاؤ اسے چھوڑ آؤ خانہ کعبہ کے پاس۔ قرآن میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا مَثَابَةً لِّلنَّاسِ (بقرہ آیت ۱۲۵) یہ وہ جگہ ہے جو بار بار آنے جانے کا مرکز ہے یعنی انسان بار بار اس کا طواف کرتا ہے، صفا و مروہ کی سعی کرتا ہے۔ حضرت ہاجرہؓ کی طرح دوڑتا ہے، مقام ابراہیم پر نماز پڑھتا ہے۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى ط (بقرہ آیت ۱۲۵) اور لگن ایسی ہے انسان میں کہ جو ایک دفعہ حج و زیارت کر لیتا ہے تو پھر شوق ہوتا ہے کہ دوبارہ سہ بار جاتے، اس گنہ گار، سیہ کار کو جب پہلی بار توفیق ہوتی جانے کی، پہلی دعا ہی یہ کی کہ یا اللہ! میرے جیسا گنہگار تو کوئی نہیں لیکن اپنے فضل سے دوبارہ اپنے دروازے پر آنے کی توفیق دیجیو، تیرے خزانوں میں کمی نہیں ہے اور ہم گنہگار ہیں۔ اپنے عمل پر اعتماد نہیں ہے لیکن تیرے فضل پر یقین ہے کہ تو ضرور توفیق دے گا۔ اللہ نے ایک دفعہ، دوسری دفعہ، تیسری دفعہ، اسی طرح چوتھی دفعہ توفیق دی۔ میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بار بار توفیق دے) ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جہاد نہ کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے

آج میں نے جو آیت تلاوت کی ہے لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (البقرہ ع ۱۹۵) اس سے ماقبل اور مابعد جو مضمون ہے وہ یہ ہے کہ جو قومیں جہاد نہیں کرتیں، جہاد کے لئے تیاری نہیں کرتیں، وہ گویا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہی ہیں۔ یہ نہیں کہ جہاد نہ کرو بلکہ حکم یہ ہے کہ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ (س الانفال آیت ۶۰) ترجمہ "اور ان سے لڑنے کے لئے جو کچھ سپاہیانہ قوت سے پلے ہوئے گھوڑوں سے جمع کر سکو سو تیار رکھو) جتنی توفیق ہو جہاد کے لئے تیاری رکھو۔ اور اگر تیاری نہ رکھیں گے تو ع

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

چنانچہ لگ بھگ ایک ہزار سال آپ نے یہاں حکومت کی، اللوں تللوں، عیاشیوں بدمعاشیوں میں پڑ گئے۔ اس لئے اللہ نے سات سمندر پار سے بھنگیوں، چماروں کو آپ پر مسلط کیا۔ اب میں کہتا ہوں کہ آپ تو خواب خرگوش میں مست ہیں اللوں، تللوں، عیاشیوں، بدمعاشیوں میں پڑے ہیں، ریڈیو کھول لیجئے، اخبارات دیکھ لیجئے، میلوں ٹھیلوں کے حالات پڑھ لیجئے اخباروں میں، لیکن ادھر دشمن کو دیکھئے، ایک منٹ نہیں ضائع کر رہے ایک پیسہ پائی ضائع نہیں کر رہے۔ آپ اس قدر پیچھے ہیں صنعت کے اندر اور وہ ہوائی جہاز بنا رہے ہیں، ٹرک بنا رہے ہیں، ٹینک بنا رہے ہیں اور وہ ادھار کھائے بیٹھے ہیں کہ پاکستان کو نیست و نابود کرکے رہنا ہے۔ حالانکہ یہ پاک سرزمین اسلام کے مقدس نام پر حاصل کی گئی تھی اور آج تک اللہ کا دین یہاں نافذ نہ ہو سکا ـــ کتنی بدقسمتی ہے۔ اب میں کیا کہوں؟ ؎

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اب میں کس ہندو کو، کس سکھ کو، کس عیسائی اور کس انگریز کو الزام دوں؟ آنچہ بر ماست از ماست۔ حضرتؒ پڑھا کرتے تھے ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

اب یہ مسلمان ہی تو ہیں جو کچھ کر رہے ہیں یہ۔

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

اور ہماری کیفیت تو یہ ہے کہاں وہ مجاہدین، کہاں وہ اللہ والے اور کہاں اب ان کے مقام پر ہم!! میں اپنے لئے کہا کرتا ہوں کہ حضرتؒ کی مسند پر بیٹھنے کی ہم میں حقیقۃً صلاحیت نہیں ہے اور میں اپنے لئے اقبال کا یہ مصرعہ کہا کرتا ہوں ع

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

ہم اس کے اہل کبھی نہیں۔ اور اسی طرح سب کو دیکھ لیجئے، آپ خود سوچیں، ریڈیو اپنا بھی سن لیں، ان کا بھی سن لیں، ان کے اخبارات بھی پڑھ لیں، اپنے بھی پڑھ لیں ـــ قوم بھوکوں مر رہی ہے لیکن وہ ادھار کھائے بیٹھے ہیں کہ ہر چاپلوسی سے اسلحہ لینا ہے، ہر طریقے سے لینا ہے اور پاکستان کو ایک دفعہ نیست و نابود کرنا ہے اور یہ بنانے سے پہلے ان کی بدنیتی تھی اور ہم مسلمان دفاع کے لئے کچھ نہیں کر رہے حالانکہ ہمارے بچے بچے کو سپاہی ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ قرآن کریم کی تعلیم یہی ہے اور اس کے لئے آج کوشش نہیں کریں گے تو پھر قدرت معاف نہیں کرے گی۔ ع

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

قابل افسوس طرزِ عمل

دنیا دار العمل ہے جب دار الجزاء کا وقت آئے گا، وہاں اگر آپ کہیں گے کہ اللہ! اب دنیا میں بھیج تو ہم دنیا میں جا کر نیکی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ دھتکار کے، پھٹکار کے کہیں گے دار العمل کا وقت گذر گیا، اب دار الجزاء، سزا کا وقت ہے۔ میں کہتا ہوں ایسا نہ ہو کہ کبھی آپ سزا کے مستوجب ہوں۔ اقبال نے کہا تھا ؎

آ تجھ کو بتاؤں تقدیر اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر

لیکن یہاں کیا ہے؟ شمشیر و سناں اوّل کی بجائے طاؤس و رباب اوّل، طاؤس و رباب آخر۔ اب نہ یقین آئے تو ڈھاکے سے لے کر پشاور تک ٹیلی ویژن کے پروگرام دیکھ لیجئے ؏

ہمہ تن داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

تعلیم یہی ہمیں دی گئی کہ برائی دیکھو ہاتھ سے مٹاؤ، اگر یہ توفیق نہیں، تو اس کے خلاف اعلان کرو، اس کی بھی توفیق نہیں تو کم از کم بُرے کو بُرا تو جانو۔ دل سے بُرا جانو۔ اب میرا فریضہ ادا ہو گیا۔ علماء کو یہ فریضہ ادا کرتے ہوئے ۱۲ سال ہو گئے، کچھ زندہ ہیں، کچھ چلے گئے، وہ سرخرو ہو گئے، کیونکہ وہ حق بات کہنے سے چُوکے نہیں، اگر اُن کے ہاتھ میں طاقت ہوتی تو قصہ یقیناً کر گذرتے۔ اسی لئے حضرت رحؒ فرمایا کرتے تھے۔ مجھے اختیارات دے دو آٹھ دن۔ دیکھو میں کس طرح پاکستان میں اسلام کو عملاً نافذ کرتا ہوں۔۔۔۔۔

بہر حال میں آپ سے کہتا ہوں کہ حالات بڑے خطرناک ہیں اور بنگال کے تو اور بھی ہولناک تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس زندقہ و الحاد کے دَور میں اسلام کی لاج رکھنے کی اور اسلام کا سچا اور پاکستان کا سپوت ہونے کی توفیق دیں۔ اور اللہ تعالیٰ گذشتہ گناہوں کی تلافی کرنے کی توفیق دیں۔ چہ جائیکہ ہم خواب غفلت میں پڑے ہوں اور ایسے میں دشمن آ جائے۔ خدا نہ کرے کہ ایسا ہو، پھر نہ تاریخ آپ کو معاف کرے گی اور آئندہ نسلیں، نہ قدرت آپ کو معاف کرے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس روزِ سیاہ سے بچائیں اور اللہ سے معاملہ درست رکھنے کی، خلق خدا سے معاملہ درست رکھنے کی اور قرآن کے احکام کے مطابق اپنے آپ کو جہاد کے لئے تیار رکھنے کی توفیق دیں، ورنہ لَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والی بات ہے یعنی دشمن کے لئے نوالۂ تر بنانے والی بات ہے

بد بختی کی علامات

کہا جاتا ہے کہ قسطنطنیہ فتح ہو رہا تھا مسلمانوں کے ہاتھوں اور اس وقت وہاں پادری حضرات جو تھے وہ بیٹھے ہوئے بحثیں کر رہے تھے کہ حضرت پنیری روٹی کھاتے تھے یا خمیری کھاتے تھے؟ ان کا بول و براز تھا یا نہیں تھا؟ پاک تھا یا ناپاک تھا؟ اس طرح کی لغو اور واہیات باتوں میں پڑے ہوئے تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ملک ہی ہاتھ سے گیا۔ بہر حال اللہ ایسا نہ کرے کہ ہم بھی ان فضول باتوں میں پڑیں۔ قرآن افراد کو بھی اور اقوام کو بھی زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کرتا ہے۔

دعا سو اللہ تعالیٰ اس قرآن حکیم کو اپنانے کی اور اس کے اصول و قوانین نافذ کر کے جس مقصد کے لئے اتنی عظیم قربانی دی اسے پورا کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین!

مولانا خدا بخش صاحب ملتانی کا مکتوب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ مزاج مبارک

خلاصۃ المرام اینکہ۔ آپ کے تازہ شمارہ خدام الدین اور اخبار ترجمان اسلام میں محترم جناب قاری محمد شریف صاحب کی طرف سے دعاء صحت کے عنوان سے خبر شائع ہوئی۔ اس سے پہلے بھی خدام الدین میں شائع ہو چکی تھی وہ چنداں صحیح نہ تھی اور یہ کچھ غلط فہمی کی بناء پر شائع کی گئی ہے جس سے بہت سے احباب اور بزرگان کو اندیشہ ہوا اور دور دور سے آ کر افسوس ظاہر کرتے رہے اور بندہ کو بھی ان کی تکلیف کرنے کا دکھ ہوا۔ حالانکہ بفضلہ تعالیٰ یہ بندہ عاجز احباب کرام کی دعاؤں سے رو بصحت ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ مسجد تک کسی آدمی کے سہارے آتا جاتا ہوں۔ الحمد للہ علی ذالک۔

البتہ محترم قاری صاحب کی دعا کے لئے اپیل کا شکر گذار ہوں اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو جزائے خیر دے جنہوں نے دعائیں کی ہیں۔ فالج کا اب تک زبان پر اثر موجود ہے جس سے نہ لکھ سکتا ہوں اور نہ پڑھ سکتا ہوں، نہ بول سکتا ہوں۔ دعا کا خواستگار ہوں کہ مرض کی گرفت سے زبان کو اللہ تعالیٰ جلد از جلد نجات دیں تاکہ دوبارہ دینی خدمت سرانجام دے سکوں۔ والسلام مع الاکرام

(دعاگو سیہ کار ننگ آستانہ مدنیؒ۔ خدا بخش)

مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ ملتان کا سالانہ

تبلیغی جلسہ

۱۷-۱۸-۱۹ اکتوبر۔ ۵-۶-۷ شعبان جمعہ، ہفتہ، اتوار کو باغ لانگے خان ملتان میں منعقد ہونا قرار پایا ہے، احباب مطلع رہیں۔

غلام قادر مہتمم مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ رجسٹرڈ عقب کچہری ملتان

مدرسہ عربیہ احیاء العلوم رجسٹرڈ عیدگاہ مظفر گڑھ کا سالانہ جلسہ

حسب دستور سابق امسال بھی مورخہ ۲۱-۲۲-۲۳ صفر ۱۳۸۹ھ مطابق ۹-۱۰-۱۱ مئی سنہ ۱۹۶۹ء کو منعقد ہوگا جس میں ملک کے مشاہیر علماء کرام و مشائخ عظام تشریف لا کر علمی و عملی مضامین پر عوام و خواص سے خطاب فرمائیں گے جن میں حضرت لاہوری، حضرت درخواستی، مفتی محمود صاحب مدظلہم کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔

امام پاکستان مولانا سید احمد شاہ بخاری کی وفات پر تنظیم اہلسنت پاکستان کا تعزیتی اجلاس

مرکزی تنظیم اہل سنت پاکستان کی مجلس مبلغین کے ایک اجلاس میں مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری، مولانا علامہ دوست محمد صاحب قریشی اور مولانا علامہ عبد الستار صاحب تونسوی نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ یہ اجلاس امام پاکستان سید احمد شاہ صاحب بخاری کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کو پوری ملت کے لئے عظیم صدمہ تصور کرتا ہے اور یہ اجلاس حضرت شاہ صاحب کے پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرتا ہے کہ رب العزت مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور جملہ پسماندگان و متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

دوست محمد قریشی صدر تنظیم اہلسنت پاکستان، ملتان

تعلیم القرآن باغ کا سالانہ اجلاس

ضلع پونچھ، تحصیل باغ کی مشہور و معروف دینی درسگاہ ”دار العلوم تعلیم القرآن باغ“، کا خالص مذہبی عظیم الشان سالانہ سہ روزہ اجلاس مورخہ ۳-۴-۵ مئی بروز ہفتہ، اتوار، سوموار کو اپنی روایتی آب و تاب کے ساتھ منعقد ہو رہا ہے، جس میں پاکستان اور آزاد کشمیر کے مقتدر علماء کرام اور نعت خوان حضرات شرکت فرما کر اپنے مخصوص انداز میں دین کے مختلف پہلوؤں پر ایمان افروز خطاب فرمائیں گے۔ شرکت کرنے والے علماء کرام میں مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، مولانا محمد اجمل صاحب لاہور، مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال، مولانا عبد الحکیم صاحب راولپنڈی، مولانا جمیل احمد صاحب رائے ونڈ، مولانا عبد الحمید صاحب قاسمی، مولانا عبد العزیز صاحب تھوراڑوی، مولانا محمد یونس صاحب علیا بیدی، مولانا محمد الیاس اور مولانا فضل کریم صاحب مظفر آباد کے نام سر فہرست ہیں۔

حافظ محمد عبد اللہ ناظم اعلیٰ دار العلوم تعلیم القرآن، باغ، پونچھ، آزاد کشمیر

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا فکر انگیز

میں

درس قرآن

منعقدہ ۲۶ رنومبر ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۴)

اب اللہ کی بات تمہیں کون بتائے گا ؟ اللہ تعالےٰ تو نہ مجھ سے بات کرتا ہے نہ آپ سے بات کرتا ہے ، نہ آپ نے دیکھا نہ میں نے دیکھا اور ہم اس پر ایمان لانے کے سخت مکلّف ۔ فرمایا میری بات تو تمہیں سمجھائے گا میرا رسولؐ ۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم ۔ چنانچہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی حیثیت کو اجاگر فرمایا ۔ اِنِّیْ لَکُمْ مِنْہُ نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ ؕ اے انسانو ! اے دنیا والو ! بے شک میں تمہارے لئے اس اللہ کی طرف سے نذیر بھی ہوں اور بشیر بھی ہوں ۔ تم میری بات مانو ، میں تمہیں ڈراؤں گا ۔ جو باتیں تمہیں نقصان دیتی ہیں ان کے خطرات سے آگاہ کرنے والا ہوں ۔ میں نذیر ہوں ۔ اور جو باتیں تمہارے حق میں مفید ہیں وہ میں تم تک پہنچاتا ہوں ، تمہارے نیک اعمال کی جزاء کی بہترین خوش خبری سناتا ہوں ۔ تمہارے بُرے اعمال کی بری سزا سے تمہیں ڈراتا ہوں اس لئے تم اللہ کی مرضی کو سمجھنے کے لئے میری بات کو قبول کرو ۔ چنانچہ سورت نساء میں کیا فرمایا ؟ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ۚ جس نے رسولؐ کی پیروی کی ، اس نے اللہ کی پیروی کی ۔ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) ، تو کوئی بات نہیں کرتے جب تک اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی بات نہ ہو ۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ؕ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ؕ (النجم ۳-۴) حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) تو وہ بات بھی نہیں کرتے جو وحی کے خلاف ہو ۔ اگر کوئی ایسی بات کبھی نکل بھی جائے منہ مبارک سے تو اللہ تعالےٰ فوراً اس کی اصلاح فرما دیتے تھے ۔ جیسا کہ اس

کے متعلق میں پچھلے درس میں ایک مثال عرض کر چکا ہوں ۔

اب عبادت کس کیفیت سے کی جا سکتی ہے ؟ وَ اِنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ ۔ دنیا کا کوئی مسئلہ بھی آ گیا ۔ فرمایا کہ میں تمہیں یہ حکم دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو ، اللہ کے سوا کسی کے بندے نہ بنو ۔ عبادت کے دو پہلو ہیں ۔ نفی ماسوا کی ، اثبات رب العالمین کی اطاعت کا ۔ ہم سب کلمہ پڑھتے ہیں ، الحمد للہ ۔ کلمہ طیبہ ہیں کیا ہے ؟ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ ۔ کلمہ طیبہ کا جو پہلا حصہ ہے توحید کا ۔ اس میں کیا پڑھتے ہیں ؟ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ نفی ماسوا کی ، اثبات اللہ تعالےٰ کی ذات کا ۔ تو نفی ماسوا کی کب ہو گی ؟ وَ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ، مغفرت مانگو ، اپنے رب سے ، جو تم نے پہلے شرک کیا ، کفر کیا ، گناہ کیا ، اللہ کی نافرمانی کی ، تو رب العالمین سے مغفرت کے طلبگار ہو جاؤ ۔ خداوندِ قدوس نے اپنی رحمت کے ساتھ بندوں کو استغفار کا حکم دیا ۔ اور جہاں تک میرا حقیر مطالعہ ہے قرآن مجید پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالےٰ پسند کرتے ہیں ، اللہ یہ چاہتے ہیں کہ کوئی بُرے سے بُرا انسان بھی جہنم میں نہ جائے ۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کو جنت میں لے جانا چاہتے ہیں ۔ اس لئے جگہ جگہ استغفار کا ذکر فرمایا ۔ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ ، وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ ، وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ ۔ اور فرمایا ۔ نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۙ وَ اَنَّ عَذَابِیْ ھُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ (الحجر ۴۹-۵۰) فرمایا ۔ میرے بندوں کو خبر کر دیجئے ۔ اِنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۙ کہ میں غفور ہوں (مبالغے کا صیغہ ۔ بہت بخشنے والا) رحیم ہوں ، حد سے

زیادہ مہربان ہوں ۔ وَ اَنَّ عَذَابِیْ ھُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ۔ اور یہ بھی بات یاد رکھو میرا عذاب بھی بڑا دردناک عذاب ہے ۔ لیکن طالب علم حضرات کے لئے میں عرض کرتا ہوں کہ دیکھئے پہلی حالت میں فرمایا ۔ نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۙ میرے بندوں کو خبر کر دیجئے ۔ عبادی ۔ میرے بندوں کو ۔ عباد میں کون آ گئے ؟ کیا یہاں فرمایا نَبِّئْ عِبَادِیَ الصّٰلِحِیْنَ ۔ ؟ (میرے نیک بندوں کو خبر کر دو ؟) عبادی ۔ جن کو میں نے پیدا کیا ہے جو زمین پر چلنے پھرنے والے ہیں ، جو اولاد آدمؑ سے ہیں ۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا ۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۙ (الزمر ۵۳) دیکھئے وہاں بھی کیا فرمایا ؟ نَبِّئْ عِبَادِیْ ۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ ، آپ اعلان کر دیجئے ۔ (حضورؐ کو حکم دیا) اے میرے حبیبؐ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اعلان کر دیجئے کہ اللہ تعالےٰ یہ فرماتے ہیں یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ ، اے میرے وہ بندو ! جنہوں نے اپنے آپ پر حد سے زیادہ ظلم کیا ہے ، حد سے زیادہ میری نافرمانی کی ، میرا کچھ نہیں بگاڑا ، اپنا بگاڑا ہے ، لیکن پھر بھی میرے بندو ! یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ ، یہ صلہ اور موصول صفت بن گئی موصوف کی ۔ کہہ دیجئے ۔ اے میرے بندو ! کیسے بندے ہیں ؟ حج کیا ہے جنہوں نے ؟ کیسے بندے ؟ جنہوں نے نماز پڑھی ؟ کیسے بندے ؟ جنہوں نے اللہ کا ہر حکم مانا ؟ فرمایا ، نہیں ۔ عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ جنہوں نے اپنے آپ پر بہت زیادتیاں کی ہیں ۔ کیا کہہ دیجئے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ ؕ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو ۔ تو یہاں بھی فرمایا ۔ نَبِّئْ عِبَادِیْ ۔ میرے بندوں کو خبر کر دیجئے ، جگا دیجئے میرے بندوں کو ، گناہ کی نیند میں سو رہے ہیں ۔ ان کو ذرا جگا دیجئے ، کہہ دیجئے ۔

اِنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ہیں تمہارے گناہوں کو بخشنے والا ہوں اور مہربان ہوں، ذرا میری طرف پلٹو تم۔ یہاں پر صفت بیان کی۔ وَ اَنَّ عَذَابِیْ ھُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ یہاں پر اپنا فعل بیان کیا۔ فعل میں استمرار نہیں ہوتا۔ صفت میں استمرار ہوتا ہے۔ یعنی ہر آن، ہر وقت بخشنے والا ہوں۔ کسی بھی وقت تم مجھ سے مانگو۔ جب تک کہ تم اپنی زندگی سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ جب تک کہ تم میں احساس اور شعور ہو۔ تم چارپائی پر پڑے ہو۔ سو سال تک تم نے میری نافرمانی کی لیکن تم نے مرنے سے ایک گھنٹہ پہلے دا بھی تم اپنی زندگی سے ناامید نہیں تھے، تم نے پڑھ لیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تمہارے کفر کو معاف کر دوں گا، تمہارے شرک کو معاف کر دوں گا، تمہارے سارے گناہوں کو معاف کر دوں گا، کیا معاف نہیں کیا ساحرانِ موسیٰ علیہ السلام کو؟ فرعون کے جو جادوگر تھے، موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے آئے، مقابلہ کے لئے پیش ہوئے، مقابلہ کیا بھی اور پھر اپنے ایمان کا اظہار کر دیا۔ اللہ نے ان کو قبول نہیں فرمایا؟ (باقی آئندہ)

تعارف و تبصرہ

دعواتِ حق

از افادات شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک

قیمت تین روپے، ٹائیٹل خوبصورت، کاغذ سفید کتابت طباعت آفسٹ

ناشر:۔ احمد عبدالرحمٰن صدیقی مکتبہ حکمت اسلامیہ نوشہرہ صدر ضلع پشاور

مکتبہ حکمت اسلامیہ کو قائم ہوئے چند ہی دن ہوئے ہیں دعواتِ حق اس مکتبہ کی سب سے پہلی کتاب ہے جو منظرِ عام پر آئی ہے، اس کتاب میں مولانا احمد عبدالرحمٰن صاحب صدیقی کے والد ماجد کی وفات پر بزرگانِ دین کے تعزیتی خطوط، حضرت مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے خطبات جمعات و دیگر تقاریر وغیرہ درج ہیں۔ بڑی مفید اور جامع کتاب ہے، کتاب کا ٹائیٹل اور کتابت و طباعت اور کاغذ دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے اور پھر کتاب کے اندر جو مواعظ حسنہ ہیں، وہ بڑے علمی اور تحقیقی ہیں۔ ہر لحاظ سے بہترین کتاب ہے، ہر مسلمان کو عموماً اور ہر طالب علم کو خصوصاً دعواتِ حق کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ (نور محمد انور)

بقیہ: سپہ سالار اعظم حضرت خالد بن ولید

بھی ظاہری اعتبار سے رومی فوج ہر لحاظ سے اسلامی فوج پر فوقیت رکھتی تھی۔ لیکن معنوی اعتبار سے مسلمانوں کو رومیوں پر فوقیت حاصل تھی۔ کیونکہ مسلمان جوشِ ایمان اور شوقِ شہادت کے بل بوتے پر میدانِ جنگ میں اترتے تھے۔ مادی ذرائع پر بھروسہ اور تکیہ کرنے کی بجائے ان کو روحانی قوت پر اعتماد اور وثوق تھا اور اسی لئے ان کو فتح نصیب ہوئی۔

مولانا سید احمد شاہ چوکیرویؒ اور مولانا قاری عبدالرحمٰن ہیمکویؒ کی سوانح حیات

راقم الحروف مولانا سید احمد شاہ چوکیرویؒ اور مولانا قاری عبدالرحمٰن ہیمکویؒ کی علمی و دینی خدمات اور حالاتِ زندگی مرتب کرنا چاہتا ہے، لہٰذا متذکرہ حضرات کے بارے میں جن حضرات کو جو معلومات ہوں یا واقعات یاد ہوں تو براہ کرم ارسال فرما کر میرے ساتھ قلمی تعاون فرمائیں۔

(قاضی مسعود الحسن ناظم اعلیٰ دارالعلوم کلور کوٹ ضلع میانوالی)

اعلانِ داخلہ

جامعہ حمیدیہ سرائے مغل ضلع لاہور میں بچوں کو شہروں کی مسموم فضا سے دور پاکیزہ ماحول میں تعلیم دی جاتی ہے۔ قرآن مجید (حفظ و ناظرہ) تجوید اور قرأت کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے، نیز سرکاری نصاب کے علاوہ چھٹی سے نویں جماعت تک قرآن کریم ترجمہ کے ساتھ پڑھانے کا انتظام ہے امسال ادارہ کی سرپرستی حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے قبول فرمائی ہے۔ نیز جامعہ کی مجلس شوریٰ کے لئے حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور، حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا محمد اجمل صاحب کے علاوہ دیگر زعمائے ملت کو نامزد کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ نئے انتظامات کے تحت جامعہ حمیدیہ کے پرائمری اور ہائی سکول کا داخلہ شروع ہو چکا ہے۔ ہوسٹل کے اخراجات اور دیگر تفصیلات کے لئے صدر جامعہ مولانا محمد اکرم صاحب مالک ہلال انجینئرنگ کمپنی ملتان روڈ لاہور (فون ۶۶۰۰۰) یا ادارہ اصلاح و تبلیغ۔ آسٹریلیا بلڈنگ، نزد ریلوے اسٹیشن لاہور (فون نمبر ۵۲۹۳۱) سے رابطہ قائم کریں۔

(ناظم اعلیٰ جامعہ حمیدیہ)

گم شدہ کی تلاش

ایک بیوہ عورت جس کے ساتھ آٹھ نو سالہ لڑکی ہے۔ اپنے واقف کار کے ساتھ صادق آباد جاتے ہوئے راستہ میں کہیں اتر گئی ہیں۔ جس صاحب کو علم ہو تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں یا اگر کوئی صاحب براہ مہربانی ہم تک پہنچا سکیں تو انہیں خرچہ ادا کر دیا جائے گا۔

جمیل احمد محمد جونگی، جلال پور پیروالہ، تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان

ضروری اعلان

صرف لاہور کے دینی مدارس یا دیگر کاروباری اداروں کو اپنا حساب درست کرانے کے لئے کہنہ مشق اور تجربہ کار آدمی کی ضرورت ہو تو ہم سے رجوع کریں۔

منیجر ہفت روزہ خدام الدین۔ اندرون شیرانوالہ، لاہور

اعلان

مجلس علوم اسلامیہ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۶۹ء کو ٹھیک ۶ بجے شام جناح میموریل کالج پونچھ روڈ سمن آباد لاہور میں اسلام کے بنیادی عقائد کے موضوع پر جناب قاری غلام فرید مدظلہ لیکچر دیں گے (سیکرٹری مجلس علوم اسلامیہ)

بچوں کا صفحہ

سپہ سالارِ اعظم حضرت خالد بن ولید

محمد اکرام الحق گجراتی

فخرِ شجاعت، مجاہدِ اسلام حضرت خالدؓ بن ولید کا شمار دنیا کے عظیم ترین سپہ سالاروں میں ہوتا ہے۔ عہدِ صدیقی کے سپہ سالاروں میں سے آپ نے سب سے زیادہ نام پیدا کیا۔ آپ بڑے کہنہ مشق، تجربہ کار اور ماہرِ فنونِ جنگ سپہ سالار تھے۔

آپ کا خاندان بنو مخزوم بڑا دولتمند اور بہادر قبیلہ تھا۔ عرب کے دیگر قبائل کی طرح بنو مخزوم کے سرداروں میں بھی سیاسی اقتدار اور عسکری قیادت کا جذبہ بہت نمایاں تھا۔ خالدؓ کا باپ بڑا دولت مند تھا۔ (آپؓ کے باپ کا نام ولید بن مغیرہ تھا) اور اکیلا غلافِ کعبہ تیار کر کے کعبہ پر چڑھاتا تھا، آپؓ کے ایک چچا ہشام جنگِ فجار میں بنو مخزوم کا سپہ سالار تھا اور اس کی وفات کے غم میں تین سال تک مکے میں نہ کوئی میلہ ہوا اور نہ کوئی بازار لگا۔ آپ کا دوسرا چچا فاکہ بن مغیرہ سارے عرب میں سخی مشہور تھا۔ اس نے لنگر کھول رکھا تھا وہاں ہر شخص بغیر اجازت کے کھانا کھا سکتا تھا۔ آپ کا تیسرا چچا ابو حذیفہ تھا۔ یہ وہی سردار تھا جس نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کا ایک کونہ پکڑ کر حجرِ اسود کو اٹھایا تھا۔ مختصر یہ کہ خالدؓ کا خاندان بڑا نامور اور بہادر تھا۔ آپؓ صلح حدیبیہ کے بعد اسلام لائے۔ صلح حدیبیہ کے بعد مشرکینِ مکہ کے بعض بڑے بڑے لوگوں کو مسلمانوں سے میل جول کا موقع ملا اور وہ مسلمانوں کے بلند اخلاق اور پاکیزہ زندگی سے بے حد متاثر ہوئے۔ ایک دن خالد بن ولید نے قریش کے اجتماع میں کھڑے ہو کر یہ تقریر کی:-

"ہر عقلمند انسان کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو شاعر ہیں نہ جادوگر، آپؐ کا کلام کلامِ خداوندی ہے۔ ہر ہوشمند اور سمجھدار آدمی کا فرض ہے کہ آپؐ کی پیروی کرے۔"

ابوجہل کے بیٹے عکرمہؓ (جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے اور جنہوں نے بعد ازاں اسلام لا کر اسلام کی بڑی خدمت کی) یہ تقریر سن کر حیران و ششدر رہ گئے۔ اور بولے: اے خالدؓ! تیری عقل و دانش کو کیا ہوا؟ آپؓ نے جواب دیا "کچھ نہیں ہوا۔ البتہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے"۔ عکرمہؓ نے خالدؓ کو اس ارادے سے باز رکھنے کی ہر چند کوشش کی اور آپؓ کے آباء و اجداد کا واسطہ دے کر جوش دلایا۔ خاندانی عصبیت اور قریش کی عزت کا نام لے کر آپؓ کے جذبات کو ابھارنا چاہا۔ لیکن خالدؓ نے ایک ہی جواب دیا کہ یہ سب باتیں زمانۂ جاہلیت کی ہیں۔ اب رشد و ہدایت اور حق و صداقت واضح ہو چکا ہے۔ جاہلیت کی عصبیت و حمیت ختم ہو چکی ہے اور میں مسلمان ہو چکا ہوں۔

حضرت خالدؓ مدینے جانے کے لئے گھر سے نکلے، راستے میں حضرت عمروؓ بن العاص سے ملاقات ہو گئی۔ عمروؓ نے پوچھا:-

"ابو سلیمان! (خالدؓ کی کنیت تھی) کہاں کا ارادہ ہے؟"

حضرت خالدؓ بولے۔ حق و صداقت کی راہ واضح ہو چکی ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبیٔ برحق ہیں۔ میں مسلمان ہونے جا رہا ہوں"۔ عمروؓ بن العاص کہنے لگے "میں بھی اسلام قبول کرنے کی غرض سے نکلا ہوں"۔ دونوں ساتھی حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت خالدؓ آگے بڑھ کر آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مسلمان ہو گئے پھر حضرت عمرو آگے بڑھے اور عرض کیا:-

"یا رسولؐ اللہ! میں اس شرط پر آپؐ کی بیعت کرتا ہوں کہ آپ میرے گذشتہ گناہوں اور بداعمالیوں پہ خطِ تنسیخ کھینچ دیں۔"

آپؐ نے فرمایا۔ اے عمروؓ! اسلام لے آنے کے بعد تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور ہجرت تمام گذشتہ بدکرداریوں اور جرموں کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیتی ہے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت خالدؓ نے جوانمردی و شجاعت کے بے مثال کارہائے نمایاں سرانجام دئے۔ عہدِ صدیقیؓ کے عہدِ مبارک کی فتوحات کا سہرا تو خصوصاً آپ کے سر ہے یہاں پر آپ کی خداداد شجاعت کا ایک واقعہ عرض کئے دیتا ہوں۔

جنگِ یرموک میں مسلمان فوج کی تعداد تقریباً تیس ہزار تھی اور رومی سپاہ کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی تھی۔ جب مسلمان سالاروں نے حضرت ابوبکرؓ خلیفہ اوّل کو رومی فوج کی کثرتِ تعداد کی اطلاع دی تو انہوں نے حضرت خالدؓ کو عراق سے شام پہنچنے کا حکم دیا۔ یہ حکم پاتے ہی حضرت خالدؓ اپنی فوج کا کچھ حصہ لئے لق و دق صحراؤں اور بے آب و گیاہ ریگستانوں کو برق رفتاری سے طے کرتے شام میں جا پہنچے۔ راہ کی تکالیف اور مشکلات کوئی چیز بھی آڑے نہ آئی۔ یہ وسیع و عریض ریگستان جہاں پانی اور سبزہ نام کو نہیں، ایسے وحشت ناک اور خوف ناک تھے کہ بڑے سے بڑا نڈر اور جان پر کھیل جانے والا انسان بھی ان مقامات سے گزرتے ہوئے گھبراتا ہے لیکن خالدؓ کی فوق الفطرت شخصیت کے سامنے یہ ریگستان اور صحرا گردِ راہ ہو کر رہ گئے۔

اتفاق ملاحظہ ہو کہ جس دن حضرت خالدؓ مقام یرموک میں پہنچے۔ اسی دن رومی سپہ سالار باہان بھی پہنچ گیا۔ رومیوں کو باہان پر بڑا ناز تھا۔ ویسے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ رمئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱ ۲ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲۰۶۷۶/۳۹ مورخہ ۲۴ راگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G/۸۲-۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ رمارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا
اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔